ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

12 ربیع الثانی 1442ھ | دسمبر 2020ء

عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
91 سال

* موجودہ حکومت اور پی ڈی ایم کی تحریک
* تحفظ بنیاد اسلام بل اور حکومتی ذمہ داریاں!
* جنرل راوت کا سیکولر پاکستان
* انگریز کا پشتینی وفادار

* صحابہ کرام پر جرح وتنقید کی حیثیت
* کیا سیدنا معاویہؓ نے مالِ غنیمت میں سونا چاندی میں خیانت کی؟
* مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور ختم نبوت
* اجتماع برائے نو مسلمین ۲۰۲۰ء

تعمیر جدید دار القرآن

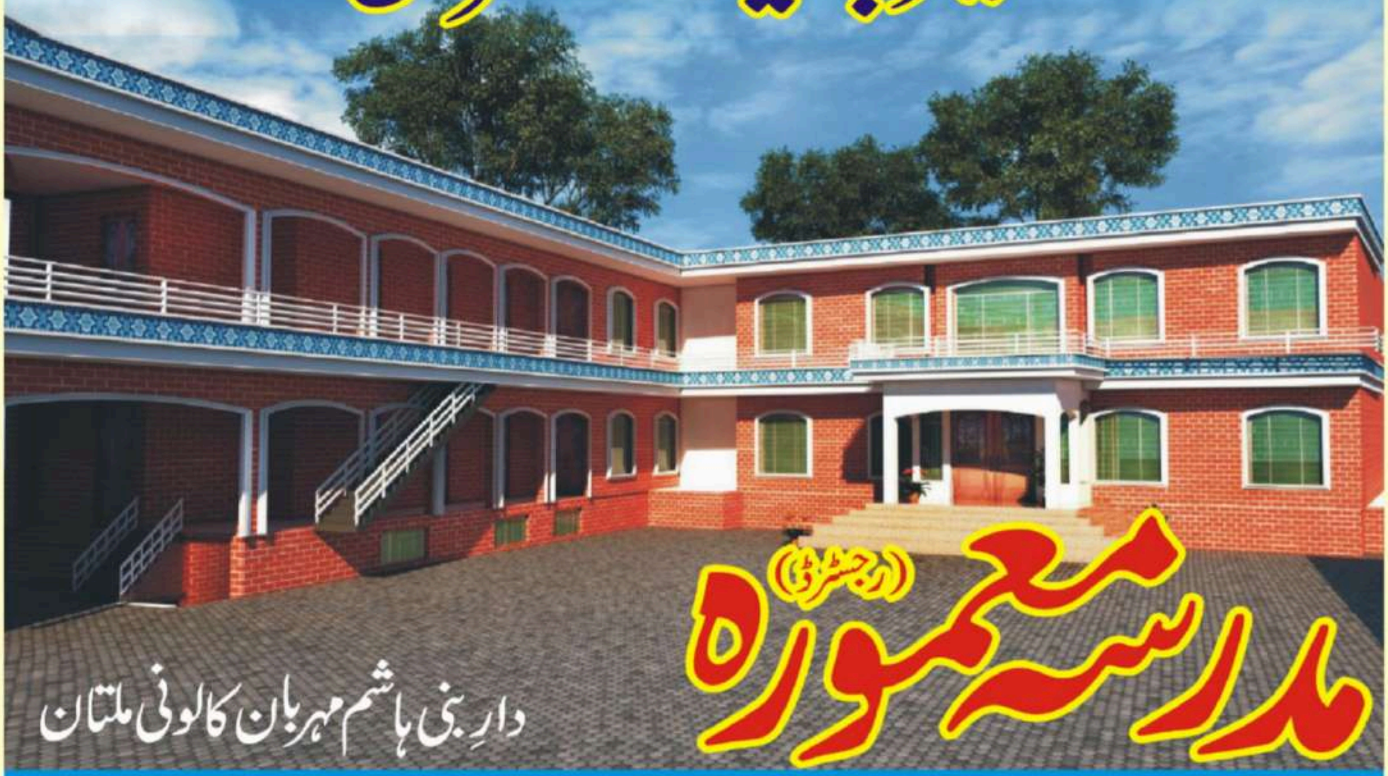

الحمدللہ بیسمنٹ ہال، دار القرآن، دفاتر اور لائبریری کی تعمیر جدید (17,500,000) ایک کروڑ پچھتر لاکھ روپے سے مکمل ہو چکی ہے۔

☆ درجہ کتب کے طلباء کے لیے درس گاہوں، دار الحدیث، دار الاقامہ پر مشتمل نئی عمارت کی تعمیر باقی ہے جس کا تخمینہ تقریباً (3,00,00,000) تین کروڑ روپے سے متجاوز ہے۔

رابطہ برائے ترسیل زرتعاون: **سید محمد کفیل بخاری** (ناظم مدرسہ معمورہ)

بذریعہ چیک، ڈرافٹ، آن لائن: بنام مدرسہ معمورہ: اکاؤنٹ نمبر

A/C # 5010030736200010
Branch Code : 0729
THE BANK OF PUNJAB

بذریعہ اے ٹی ایم ٹرانسفر: **07290160065740001**

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد31 شمارہ12 دسمبر 2020ء / ربیع الثانی ۱۴۴۲ھ

Regd.M.NO.32

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • ڈاکٹر عمر فاروق احرار

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء اللہ ثالث بخاری

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن مینیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

تشکیل

اداریہ:	موجودہ حکومت اور پی ڈی ایم کی تحریک	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	حضرت مولانا قاضی محمد طاہر علی الہاشمیؒ	سید محمد کفیل بخاری	3
	تحفظ بنیاد اسلام بل اور حکومتی ذمہ داریاں!	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	جنرل راوت کا سیکولر پاکستان	ڈاکٹر فرحان کامرانی	6
دین و دانش:	صحابہ کرام پر جرح و تنقید کی حیثیت	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	8
	سیدنا معاویہؓ پر مالِ غنیمت میں خیانت کا الزام	محمد فہد حارث	12
ادب:	حمد باری تعالیٰ	مولانا ظفر علی خانؒ	16
	نعت	محمد فیاض عادل فاروقیؒ	
مطالعہ	مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور ختم نبوت	حافظ عبید اللہ	17
قادیانیت:	انگریز کا پُھٹینی وفادار	راجا رشید محمود	23
یادِ رفتگان:	روشن چہرے، اجلے لوگ......	سید عزیز الرحمٰن	29
	ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی		
	حضرت پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری کا سانحۂ ارتحال	حکیم حافظ محمد قاسم	33
تاریخِ احرار:	تاریخِ احرار (آٹھویں قسط)	مفکرِ احرار چوہدری افضل حقؒ	35
حسن انتقاد:	تبصرۂ کتب	مبصر: صبیح ہمدانی	41
روداد، شعبہ تبلیغ:	اجتماع برائے نو مسلمین ۲۰۲۰ء	رپورٹ: مولانا تنویر الحسن احرار	43
اخبار الاحرار:	اخبار الاحرار	ادارہ	46
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	54
اشاریہ:	اشاریہ ''نقیب ختم نبوت'' (2020ء)	مرتب: محمد یوسف شاد	56

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— 300/- روپے

بیرون ملک ——— 5000/- روپے

فی شمارہ ——— 30/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎ 061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

شعبۂ تبلیغ تحفظِ ختمِ نبوت مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

سید محمد کفیل بخاری　　　　دل کی بات

موجودہ حکومت اور پی ڈی ایم کی تحریک

موجودہ حکومت کی اڑھائی سالہ کارکردگی انتہائی مایوس کن ہے۔ وزیر اعظم عمران خان نے اقتدار سنبھالنے سے پہلے قوم سے جتنے وعدے کیے، ان میں سے ایک بھی پورا نہ کیا۔ تبدیلی کے جو خواب دکھائے سب ادھورے رہ گئے، بے گھروں کو گھر ملے نہ بے روزگاروں کو روزگار۔ معیشت وتجارت تباہی کے دہانے پر اور مہنگائی کا جن بے قابو ہو گیا ہے۔ ریاست مدینہ کا نعرہ لگا کر قوم کو مدینہ سے دور کرنے کا بیرونی ایجنڈہ پورا کیا جا رہا ہے۔ حکمرانوں سے ہماری کوئی ذاتی لڑائی نہیں لیکن قوم ظلم کی جس چکی میں پس رہی ہے اس میں ہم بھی شامل ہیں۔ کسی حکمران کے لیے اڑھائی سال بہت ہوتے ہیں لیکن کوئی ایک کارنامہ بھی تو ایسا نہیں جسے موجودہ حکمرانوں کے لیے قابل فخر قرار دیا جائے۔

ادھر اپوزیشن جماعتوں کے اتحاد پی ڈی ایم نے ملک بھر میں حکومت مخالف جلسوں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ گوجرانوالہ، کراچی، کوئٹہ اور پشاور سے ہوتے ہوئے 30 نومبر کو ملتان میں اپنی سیاسی قوت کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ 13 دسمبر کو لاہور میں بڑا معرکہ ہوگا لیکن سوال یہ ہے کہ اس کے بعد کیا ہوگا؟

پی ڈی ایم، موجودہ حکمرانوں کو تسلیم ہی نہیں کر رہی۔ ان کا مؤقف ہے کہ 2018ء کے انتخابات میں بدترین دھاندلی ہوئی، جس کے نتیجے میں پی ٹی آئی کو سلیکٹ کر کے قوم پر مسلط کیا گیا۔ ایک سوال پی ڈی ایم کی قیادت سے بھی ہے کہ جب پارلیمنٹ اور حکومت ہی ناجائز ہے تو آپ اس پارلیمنٹ میں ابھی تک کیوں بیٹھے ہیں؟

حکمرانوں سے استعفے کا مطالبہ کرنے سے پہلے پی ڈی ایم کی جماعتوں کو خود اسمبلیوں سے مستعفی ہونا چاہیے۔ اپوزیشن جلسوں کو آئندہ الیکشن کی تیاری تو قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کے ذریعے حکومت گرانے کا دعویٰ ممکن نظر نہیں آتا۔ مولانا فضل الرحمٰن کا اعزاز یہ ہے کہ ان کا دامن مروجہ سیاسی آلودگیوں سے پاک ہے۔ انہوں نے اڑھائی برسوں میں جمعیت علماء اسلام کو عوامی جماعت بنانے کے لیے انتھک جدوجہد کی ہے۔ امید ہے کہ آئندہ انتخابات میں وہ پارلیمنٹ میں بہتر پوزیشن حاصل کریں گے۔ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ ''ن'' کا معاملہ ہی مختلف ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن روز اوّل سے کہہ رہے ہیں کہ اسمبلیوں سے استعفے دیں۔ بلکہ پیپلز پارٹی کی ایک اے پی سی میں انہوں نے سندھ حکومت سے بھی مستعفی ہونے کی تجویز دی تھی۔ ممکن نہیں کہ پیپلز پارٹی سندھ حکومت سے دستبردار ہو یا پارلیمنٹ سے مستعفی ہو۔ یہی حال مسلم لیگ ''ن'' کا ہے۔ دونوں بڑی جماعتیں اسٹیبلشمنٹ سے بیک ڈور

رابطوں کے ذریعے محفوظ راستوں کی تلاش میں ہیں۔ جس کو جہاں راستہ مل گیا وہ نکل جائے گی۔ اپوزیشن ارکان استعفے دینے یا عدم اعتماد کی تحریک لانے کے لیے تیار نہیں۔

حکومت ختم کرنے کے دو ہی راستے ہیں۔ عمران خان کو لانے والی قوتیں ہی انہیں کان سے پکڑ کر باہر نکال دیں یا عمران خان خود اسمبلیاں توڑ دیں۔ پی ڈی ایم کی تحریک کے نتیجے میں حکومت کا خاتمہ کوئی معجزہ تو ہوسکتا ہے لیکن بظاہر اس کا کوئی امکان نہیں۔

حکمران اپنے وعدے پورے کریں اور اپوزیشن کی تنقید کو برداشت کریں۔ جلسہ وجلوس آئینی وقانونی حق ہے۔ حکومت تصادم سے گریز کرے۔

حضرت مولانا قاضی محمد طاہر علی الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ:

اہل سنت کے ایک جید عالم دین، عظیم محقق ومؤرخ، مصنف کتب کثیرہ، صاحبِ اسلوب انشاء پرداز اور دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے محاذ پر پہرہ دینے والے عظیم سپہ سالار، حضرت مولانا پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی 12 ربیع الثانی 1442ھ/28 نومبر 2020ء بروز ہفتہ، حویلیاں (ہزارہ) میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے محبّ تھے۔ ان کا سب سے بڑا اعزاز صحابہ رضی اللہ عنہم کے دفاع میں اپنی زندگی کو کھپا دینا ہے۔ اس جدوجہد میں انھوں نے اپنوں اور بیگانوں کی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے پوری جرأت واستقامت کے ساتھ زندگی کے آخری سانس تک دفاع صحابہ کا ایمان افروز سفر جاری رکھا۔ خصوصاً امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا مروان رضی اللہ عنہ جیسی پاکیزہ شخصیتوں پر تاریخ کے سبائی گرد وغبار صاف کرنے میں انھوں نے اپنے قلم سے تلوار کا کام لیا۔ رسالہ پریس جا رہا ہے کہ حضرت قاضی صاحب کے انتقال کی خبر ملی، آپ کے تفصیلی حالات آئندہ شمارے میں شامل ہوں گے۔ ان شاءاللہ

اللہ تعالیٰ حضرت قاضی طاہر علی الہاشمی نوّر اللہ مرقدہٗ کی حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آخرت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی معیت ورفاقت نصیب فرمائے۔ آمین

عبداللطیف خالد چیمہ

تحفظ بنیاد اسلام بل اور حکومتی ذمہ داریاں!

22۔جولائی 2020ء کو پنجاب اسمبلی نے ''تحفظ بنیاد اسلام بل'' متفقہ طور پر منظور کیا تھا، جس کو شعوری طور پر سبوتاژ اور غیر مؤثر کرنے کے لیے منصوبہ بندی کے مطابق متنازعہ بنانے کی کوشش کی گئی، توہین باری تعالیٰ، توہین انبیاء کرام علیہم السلام، توہین رسالت، توہین صحابہ کرام و اہلبیت اطہار کو روکنے کے لیے یہ ایک قانونی بل ہے اور کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ناموس صحابہ و اہلبیت اطہار نے اس کام کو پر امن جدوجہد کے طور پر جاری بھی رکھا ہوا ہے، مسلم لیگ (ق) کے رہنما اور سپیکر پنجاب اسمبلی چودھری پرویز الٰہی نے اس بابت یہ کہا ہے کہ

''لاہور (نمائندہ خصوصی) سپیکر پنجاب اسمبلی چودھری پرویز الٰہی نے کہا کہ ہفتہ شان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تحفظ بنیاد اسلام بل کو فوری طور پر وزیر اعلیٰ ہاؤس سے نکال کر گورنر کے پاس منظوری کے لیے بھیجا جائے کیونکہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے لیے اس بل میں سزا بھی مقرر ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اپنی رہائش گاہ پر مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کے وفد سے ملاقات کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ چودھری پرویز الٰہی نے کہا کہ دین کی خدمت اور شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا اصل کام قانون کو پاس کرنے میں ہے، تحفظ بنیاد اسلام بل کے حق میں لاکھوں لوگوں نے جلوس بھی نکالے۔ انہوں نے کہا کہ پچاس کروڑ مالیت کے سیرت سکالرشپ دینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ بطور وزیر اعلیٰ میں نے سیرت قرآن اکیڈمی سے جو کام شروع کیے تھے، ان کو مکمل کیا جائے، سیرت اکیڈمی میں ایم فل اور سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریسرچ کلاسیں ہونی تھیں، سیرت قرآن اکیڈمی کو بنانے کا اصل مقصد خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس، اسوۂ حسنہ اور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اجاگر کرنا ہے۔ سیرت قرآن اکیڈمی کو شہباز شریف نے دس سال تک تالے لگائے رکھے جبکہ اڑھائی سال موجودہ حکومت کو ہو گئے لیکن ابھی تک سیرت اکیڈمی میں کوئی کام نہ ہو سکا، سیرت اکیڈمی کا جامعہ الازہر اور اسلامک یونیورسٹی آف مدینہ سے الحاق ہونے جا رہا تھا، وہ بھی نہیں ہوا، موجودہ حکومت نے ان اڑھائی سالوں میں سیرت اکیڈمی میں کون سا کام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ربیع الاول کا مبارک مہینہ پورا گزر گیا اور اب ہفتہ شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منا رہے ہیں۔'' (روزنامہ ''جنگ'' لاہور 19۔نومبر 2020ء صفحہ آخر)

صورتحال کا ادراک کرنے کے لیے سپیکر پنجاب اسمبلی کا بیان کافی ہے، کل جماعتی مجلس عمل نے اس کو

پارلیمان اور قومی و جمہوری روایات کی نفی قرار دیتے ہوئے سپیکر پنجاب اسمبلی کے بیان کی مکمل تائید کی ہے اور کہا ہے کہ بعض قوتیں وطن عزیز کو عراق، شام، لبنان اور یمن بنانا چاہتی ہیں لیکن اہلسنت والجماعت پر مشتمل 95 فیصد عوام ایسی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ان شاءاللہ تعالیٰ

احرار کا یومِ تاسیس (29۔دسمبر 1929ء، 2020ء)

91۔ برس قبل حریت پسند رہنماؤں نے لاہور راوی کے کنارے ''مجلس احرار اسلام'' کی بنیاد رکھی، انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر ایک ''اللہ'' کی بندگی میں لانے کے لیے اس جماعت نے ایثار و قربانی کی لازوال مثالیں قائم کیں اور متعدد تحریکوں کو جنم دیا، برصغیر میں تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کی بانی جماعت ہونے کا شرف بھی احرار ہی کو حاصل ہے، 1953ء کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت برپا کرنے کی پاداش میں احرار کو خلاف قانون قرار دیا گیا تو بعد کے منظر بلکہ مناظر نے بڑے نشیب و فراز کو جنم دیا، بہرحال دیوانے اب بھی ہیں، جو اس قافلۂ سخت جاں کو لے کر چل رہے ہیں، 29۔دسمبر 2020ء کے حوالے سے جملہ ماتحت شاخوں اور کارکنان احرار و ختم نبوت کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی سابقہ روایت کے مطابق دفاتر و مراکز اور مدارس میں پرچم کشائی کی تقریبات منعقد کریں، ساتھیوں میں ولولہ اور جوش پیدا کریں کہ

مقصود کی منزل نہ ملی ہے، نہ ملے گی
سینوں میں جب تک جذبۂ احرار نہ ہو

تحریک تحفظ ختم نبوت ——• ڈاکٹر محمد عمر فاروق

(1931ء —— 1946ء) جلد اوّل

● قیام پاکستان سے قبل برصغیر میں قادیانیت کے خلاف پہلی عوامی تحریک اور مجلس احرار اسلام کی تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی مکمل تاریخ ● قادیان اور متحدہ ہندوستان میں قادیانیت کے تعاقب کی مستند سرگزشت ● قادیانیوں سے مجاہدینِ احرار و ختم نبوت کی معرکہ آرائیوں کے مفصل تذکرے ● حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خلاف قادیان میں تقریر پر مقدمہ کی مفصل روداد پہلی بار منظر عام پر ● تحریک تحفظ ختم نبوت کے اثرات و نتائج کا غیر جانبدارانہ تجزیہ ● ایک ایسی کتاب جس کے مطالعہ کے بغیر تحریک تحفظ ختم نبوت سے آگاہی ممکن نہیں ہے۔

صفحات: 572 قیمت-/1000 روپے

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم ملتان 0300-8020384

ڈاکٹر فرحان کامرانی

جنرل راوت کا سیکولر پاکستان

ہمارے بچپن میں ایک راوت صاحب کا تذکرہ ہمارے گھر میں بڑے زوروں سے رہتا تھا۔ آپ اپنے محلے کے فلسفی تھے۔ نیم دہریے، نیم لبرل، نیم اشتراکی، نیم انارکسٹ، نیم سیکولر، نیم آمریت پسند۔ الغرض وہ ایک بڑا سا 'نیم' تھے۔ محترم کی ہر ادا سے میرے برادر ایک فلسفیانہ پہلو دیکھتے۔ مثلاً ایک مرتبہ وہ میرے برادر کے ساتھ نارتھ کراچی کے علاقے کی سیمنٹ فیکٹری کے مستقل اثرات سے گرد آلود سڑکوں پر ٹہلتے ہوئے ایک کریانے کی دکان پر گئے۔ جب دکاندار ان کی مطلوبہ اشیاء لینے دکان کے اندر کی طرف گیا تو راوت صاحب نے جلدی سے سامنے پڑی ٹافیوں کی ایک برنی سے چند ٹافیاں چرالیں۔ دکان سے واپسی پر وہ بڑے فخر سے میرے برادر سے گویا ہوئے: 'پتہ ہے یہ چھوٹی موٹی چوریاں کرتے رہنے چاہییں۔ اس سے انسان الرٹ رہتا ہے۔' چوری کرنے والے کا تو پتہ نہیں لیکن اتنا معلوم ہے کہ اس حرکت کے بار بار دہرانے سے دکاندار ضرور زیادہ الرٹ رہتا ہوگا۔

بہرحال ہمارے 'نیم' راوت صاحب مشرق اور مذہب وغیرہ سے بیزار تھے۔ وہ امریکا تشریف لے گئے۔ راوت صاحب جب اپنے خوابوں کی دنیا امریکا پہنچے تو وہاں ایک مرتبہ بہت برے پھنسے۔ وہ ایک شراب خانے میں بیٹھے تھے کہ دو افراد نے ان کو گھیر لیا۔ یہ دونوں سابقہ امریکی فوجی تھے جو افغانستان سے لڑ کر آئے تھے۔ ان میں سے ایک معذور تھا۔ ان دونوں کا ارادہ تھا کہ راوت صاحب کی دل کھول کر پٹائی کریں۔ ان میں سے ایک نے جلال سے دریافت کیا: Tell me, are you Muslim (بتاؤ تم مسلمان ہو نا؟) راوت صاحب کی ٹانگیں کانپنے لگیں، آپ نے فوراً کہا: No No... I am Hindu (ارے نہیں نہیں، میں تو ہندو ہوں)۔ مگر دونوں مصر رہے۔ راوت صاحب گھبرا کر اپنی جان بچانے کے لئے باتیں بناتے رہے۔ پھر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: OK, lets leave him, he doesn't smell like a Muslim (چھوڑو بھی اس میں تو مسلمانوں والی بو ہی نہیں)۔ بہرحال 'نیم' راوت صاحب کی جان بچی۔ وہ اس طرح کے متواتر واقعات سے تنگ آ کر پاکستان لوٹ آئے مگر یہاں بھی بات نہ بنی تو اپنی جنت واپس چلے گئے۔

حیرت کی بات ہے کہ ہمارے سیکولر، لبرل، دہریے، یا اپنی مرضی کے جدید ''خدا کے لئے'' ماڈل اسلام کے ماننے والوں کو بھی جب غیروں میں رہنے کا موقع ملتا ہے تو انہیں بھی تعصب کا سامنا کرنا پڑ ہی جاتا ہے۔ وہ غیروں کے سامنے بانہیں پھیلا کر کہتے ہیں کہ 'ہم تو اسلام سے تم سے بھی زیادہ بیزار ہیں'، یا یہ کہ 'ہم تو بڑے آزاد خیال مسلمان ہیں' مگر غیر ان کو حقارت سے دیکھ کر کہتے ہیں کہ 'رہنے دو تم بھی وہی ہو، ہم جانتے ہیں، زیادہ ڈھونگ مت کرو۔' اس کیفیت سے وہ کرب جنم لیتا ہے جس سے ہمارے معاشرے کے 'نیم' اب بڑی شدت سے گزر رہے ہیں۔

چند سال قبل بھارت کے اصلی راوت یعنی آرمی چیف جنرل بپن راوت نے ایک تقریر کے دوران بڑی عجیب بات کہہ دی۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ''پاکستان اور بھارت کے معاملات تو تب ہی درست ہو سکتے ہیں کہ جب پاکستان ایک سیکولر ریاست بن جائے۔'' حیرت کی بات ہے کہ بھارت کی فوج کے سربراہ ہماری سول اور فوجی قیادت کے ساتھ کس قدر سیم پیج پر ہیں۔

انہوں نے مزید ارشاد فرمایا کہ ''پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور یہی بات پاک بھارت مراسم میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔'' راوت صاحب کی یہ معلومات غلط ہیں۔ پاکستان کی ریاست میں اسلام کا ''الف'' بھی نہیں۔ وہ تو بے چاری عوام کے دلوں سے ہی اسلام نہیں نکلتا اسی لئے ہمارے دل وجان سے سیکولر حاکم، اعلانِ سیکولرازم کا اپنا ارمان نہیں نکال سکتے۔

جنرل مشرف صاحب کو بھی بہت ارمان تھا کہ پاکستان کو ایک سیکولر ریاست قرار دے دیں۔ قرارداد مقاصد سے یہ جملہ نکلوا دیں کہ پاکستان کا اقتدار اعلیٰ اللہ کے ہاتھ میں ہے، حدود کی دفعات کا خاتمہ کر دیں، ناموس رسالت ﷺ کے قوانین کو ختم کر دیں اور اسرائیل کو تسلیم کر لیں۔ انہوں نے ہمارے ملک کی درس گاہوں سے بھی اسلامیات کو دیس نکال دینے کی سعی کی تھی اور کہا جا رہا تھا کہ اسلامیات کی جگہ سول ویلیوز پڑھائی جائیں گی۔ خیر سے اب دوبارہ مشرف دور اس ملک میں عمران خان صاحب کی قیادت میں آ ہی چکا ہے۔ ویسے بھی ہم کو یاد ہے کہ اپنے وزیر اعظم کے لئے پہلی پسند مشرف صاحب کے لئے عمران خان ہی تھے۔ بس تب خان صاحب کی انا ان کی وزارت اعظمیٰ کے رستے میں رکاوٹ بن گئی تھی۔

حیرت انگیز بات ہے کہ بپن راوت صاحب کو پاکستان اسلامی ریاست کیسے لگ گیا؟ یہ تو وہی بات ہوئی جیسے ہمارے 'نیم' راوت صاحب امریکی فوجیوں کو مسلمان لگ رہے تھے۔ جنرل راوت نے پاکستان کو اسلامی ریاست کہہ کر ہماری سیکیولر اور لبرل ایلیٹ کی ساری محنت پر تھوک ہی دیا۔

ہمارے ملک کے سارے 'نیم' کچھ بھی کر لیں۔ بھلے سے الٹے لٹک جائیں مگر یہ بات طے ہے کہ ان کو غیر ہمیشہ نفرت وحقارت سے ہی دیکھیں گے۔ وہ ان کو مسلمان ہی سمجھیں گے۔ ان کے پاس ان کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اس کی سب سے بڑی مثال سیکولر ترکی کی تاریخ ہے۔ مصطفیٰ کمال اتاترک کا ترکی سیکولر تھا مگر اسے یورپ میں پذیرائی نہ ملی۔ جب یورپی یونین بنا تو اس میں داخلہ نہ ملا۔ ترکی کے سیکولر حکمران یورپ کے سامنے ناک سے لکیریں نکالتے رہ گئے مگر ذلیل ورسوا ہی رہے۔ بالآخر اہل ترکی نے ملک کے طاقت کے ایوانوں سے سیکولروں کو ۱۸ سال قبل اکھاڑ ہی پھینکا۔ مگر اس طبقہ 'نیم' کو جنرل بپن راوت کے جوتوں کے سائے تلے رہنے کی عادت ہو چکی ہے۔ وہ اس میں ہی خوش ہیں۔ بھارت ان کو جوتے مارتا ہے، ذلیل کرتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ 'ارے ہم تو تم سے بھی بڑے سیکولر ہیں'، امریکا جوتے لگاتا ہے تو اس سے کہتے ہیں 'ارے ہم نے تو تمہاری جنگ تم سے بھی تندہی سے لڑی ہے'، اعتبار کوئی کرتا نہیں مگر یہ بیچارے اسی چوکھٹ پر متھا ٹیکنے میں لگے رہتے ہیں۔ ہمارے لبرلوں کی زندگی بیچارے 'نیم' راوت صاحب کی ہی طرح ہے۔ یہ خود کو جو بھی سمجھیں لیکن غیر ان کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ بڑی نازک صورتحال ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

صحابہ کرام پر جرح وتنقید کی حیثیت

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات کی روشنی میں

حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ بات تواتر سے عوام وخواص کے نزدیک ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنھم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی تعلق تھا اور ان تینوں حضرات کو آپ کا قرب واختصاص حاصل تھا اور ان تینوں کے آپ کے ساتھ رشتے ہیں۔ دو صحابیؓ کی صاحبزادیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں اور ایک کے نکاح میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں تھیں اور کہیں اس کا ذکر نہیں آتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مذمت کرتے تھے یا ان پر لعنت کرتے تھے بلکہ معروف یہی ہے کہ آپ ان سے محبت کرتے تھے اور ان کی تعریف فرماتے تھے۔ اب دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ یہ تینوں حضرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ظاہراً وباطناً صالح، وفادار اور سلیم العقیدہ اور صحیح العمل تھے یا یہ کہ وہ تینوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد استقامت پر نہیں تھے اور (معاذ اللہ) دین سے منحرف تھے۔ دوسری صورت میں اگر اس حالت اور انحراف کے باوجود ان کو آپ کا تقرب حاصل تھا تو دو میں سے ایک بات ماننی پڑے گی یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حالات کا علم نہیں تھا یا علم تھا لیکن آپ معاذ اللہ مداہنت کرتے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے ہر صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر بڑا دھبہ اور بہت بڑا اعتراض ہے تو وہی بات ہوگی جو شاعر نے کی ہے:

فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ......:...... وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

اور اگر یہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک تو وہ راہ راست پر تھے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے خواص اور اکابر اصحاب رضی اللہ عنھم کے بارے میں بڑا دھوکا اور ناکامی ہوئی ہے، جس شخص کو اپنے بعد کی اطلاعیں دی گئی تھیں اور جس نے اپنے بعد ہونے والے واقعات کی خبر دی اس کو اتنی بات نہیں معلوم تھی کہ اس کے اخص الخواص اسی طرح منحرف ہو جائیں گے اور احتیاط کا تو یہی تقاضا تھا کہ امت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خبر دے جاتے تا کہ وہ غلطی سے کہیں ان کو خلیفہ نہ بنائیں۔ اور جس شخص سے یہ وعدہ کیا گیا کہ اس کا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا اس کے اکابر وخواص کیسے مرتد ہو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی باتوں سے روافض، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بہت بڑا اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح فرمایا ہے کہ دراصل روافض (اسی طرح وہ لوگ جو عدالت صحابہ کو مجروح کرنا چاہتے ہیں) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو

مطعون کرنا چاہا تا کہ لوگ کہیں کہ برے آدمی تھے، اس لیے ان کے برے ساتھی تھے اگر اچھے آدمی ہوتے تو ان کے ساتھی بھی اچھے ہوتے۔ اس لیے اہل علم کا قول ہے کہ رفض زندقہ کی ایک سازش ہے (منہاج السنۃ، ج۴، ص۱۲۳)

فضائل صحابہ قطعی اور متواتر ہیں

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی عدالت کو اسلام کی ایک اہم بنیاد مانتے ہیں اور ان کو ان کی صداقت اور ثقاہت پر بڑا یقین ہے۔ وہ ان کو اسلام کی تعلیم کا سچا نمونہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور فیض صحبت کا بہترین نتیجہ تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے فضائل ایسے قطعی اور متواتر ہیں اور قرآن مجید کی ایسی صریح نصوص وآیات سے اور ایسی احادیث وروایات سے ثابت ہیں کہ وہ کسی تاریخی روایت یا کسی غریب اور شاذ حدیث سے مشکوک نہیں ہو سکتے۔ وہ لکھتے ہیں:

''جب کتاب وسنت اور نقل متواتر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے محاسن وفضائل ثابت ہو چکے ہیں تو یہ درست نہیں کہ وہ ایسی منقولات سے رد ہو جائیں جن میں سے بعض منقطع اور بعض محرف ہیں۔ اور بعض ایسی روایات ہیں جن سے ان ثابت شدہ حقائق پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لیے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوا کرتا۔ ہم کو کتاب وسنت اور اپنے پیشروؤں کے اجماع اور ان کی مؤید اور متواتر روایات اور عقلی دلائل سے اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم انبیاء علیہم السلام کے بعد افضل الخلق تھے اس یقینی اور متواتر چیز پر ان امور کا اثر نہیں پڑ سکتا جو مشکوک ومشتبہ ہیں چہ جائے کہ جن کا باطل ہونا ظاہر ہو چکا ہے'' (ج۳، ص۲۰۹)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے قائل نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم، انبیاء علیہم السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح معصوم تھے، ان سے گناہ کا صدور ہو ہی نہیں سکتا لیکن وہ ضرور اس کے قائل ہیں کہ امت کے تمام لوگوں میں وہ سب سے زیادہ عادل، خدا ترس صادق القول، امین اور راست باز تھے۔ اگر ان سے غلطیاں یا گناہ ہوئے تو اس کے مقابلہ میں ان سے ایسے اعمال حسنہ اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے والے کام ہوئے جو ان سیئات کا کفارہ بن گئے اور بہر حال ان کے حسنات اور اعمال کا پلہ ان کی تقصیرات پر بھاری ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے بھی گناہوں سے معصوم ہونے کے قائل نہیں چہ جائے کہ خطاء فی الاجتھاد کے بھی قائل نہ ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ. ذٰلِکَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِیْنَ. لِیُکَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَیَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (ترجمہ) اور جو سچی بات لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی پرہیزگار ہیں، ان کے لیے جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے رب کے پاس موجود ہوگا نیکوکاروں کا یہی بدلہ ہے تا کہ اللہ ان سے وہ برائیاں دور کر دے جو انہوں نے کی

تھیں اور اللہ ان کو ان کا اجر دے ان نیک کاموں کے بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے (الزمر ۳۳۔۳۴)

اللہ تعالیٰ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَاعَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ (ترجمہ) یہی وہ لوگ ہیں جن سے ہم وہ نیک عمل قبول کرتے ہیں جو انہوں نے کیے اور جنتیوں میں شامل کر کے ان کے گناہوں سے درگزر کرتے ہیں۔ یہ اس سچے وعدے کے مطابق ہے جو ان سے کیا گیا تھا۔ (الاحقاف:۱۶)

صحابہ کرام کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی:

وہ کہتے ہیں کہ ان بشری لغزشوں اور کوتاہیوں کے باوجود جو انسانیت کا لازمہ ہیں مجموعی حیثیت سے انبیا علیہم السلام کے علاوہ افراد انسانی کا کوئی مجموعہ اور انسانوں کی کوئی نسل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہتر سیرت و کردار کی نظر نہیں آتی اگر ان کی زندگی میں کہیں کہیں کچھ ہلکے سے دھبے اور داغ نظر آتے ہیں تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے سفید کُرتے میں کہیں بھی تھوڑی سی سیاہی نظر آجائے یہ عیب چینوں کا قصور ہے کہ ان کو اس کپڑے میں سیاہی کا نقطہ تو نظر آیا اور اس کپڑے کی سفیدی نظر نہ آئی۔ دوسری جماعتوں کا تو حال یہ ہے کہ ان کا سارا نامہ اعمال سیاہ نظر آتا ہے کہیں کہیں ان سے سفیدی نظر آتی ہے۔ موصوف لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام اخیارِ امت ہیں۔ امت محمدی میں کوئی گروہ ایسا نہیں ہے جو ان سے زیادہ ہدایت اور دین حق پر مجتمع اور تفرق و اختلاف سے دور ہو۔ ان کی زندگی میں کوئی نقص کی بات بھی نظر آتی ہے تو اگر اس کا کسی دوسری امت کے حالات زندگی سے مقابلہ کیا جائے تو اس کے مقابلہ میں اس کی کوئی حقیقت نہیں معلوم ہوتی۔ غلطی اس شخص کی ہے جس کو سفید کپڑے کی تھوڑی سی سیاہی تو نظر آتی ہے مگر سیاہ کپڑے کی تھوڑی سی سفیدی نظر نہیں آتی۔ یہ بڑی نادانی اور بڑا ظلم ہے اگر ان اکابر کا اپنے ہم مرتبہ لوگوں سے مقابلہ کیا جائے تو پھر ان کی فوقیت اور ان کی ترجیح ظاہر ہو۔ باقی یہ کہ کوئی شخص اپنے دل میں کوئی خیالی تصویر بنائے یا کوئی معیار تجویز کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہ کیا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ ایک شخص اپنے دل میں ایک امام معصوم کا تصور قائم کر لیتا ہے۔ ایک شخص ایک اور ایسے امام کا تصور قائم کرتا ہے جس میں اور معصوم میں کوئی فرق نہیں اگرچہ اس کو صاف صاف معصوم نہیں کہتا۔ اور وہ تجویز کرتا ہے کہ عالم کو یا شیخ کو یا امیر کو یا بادشاہ کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اور خواہ وہ کیسا ہی کثیر العلم، کیسا ہی دیندار صاحب محاسن ہو اور اس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے کیسے ہی خیر کے کام کرائے ہوں لیکن یہ تجویز کرتا ہے کہ اس کو ایسا کامل العلم ہونا چاہیے کہ اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو اور وہ کسی بھی مسئلہ میں غلطی نہ کرے وہ بشریت کے لوازم و خصائص سے پاک ہو، کبھی اس کو غصہ نہ آتا ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں بلکہ بہت سے لوگ تو ان ائمہ کے متعلق وہ بھی تسلیم کرتے جو انبیاء تک کے لیے تجویز نہیں کرتے ہیں۔'' (منہاج السنہ، ج ۳ ص ۲۴۲)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس پر بڑا زور دیتے ہیں کہ جس شخص کی ساری تاریخ پر نظر ہوگی اور اس نے مختلف قوموں اور امتوں اور ملتوں کے حالات پڑھے ہوں گے اور مختلف انسانی جماعتوں کا تجربہ کیا ہوگا اس کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے زیادہ متحد، حق کی پیرو، فتنہ اور افتراق سے نفور اور نفسانیت و دنیاداری سے دور کوئی جماعت نہیں گزری۔ وہ لکھتے ہیں:

جس شخص نے دنیا کے تمام فرقوں کے حالات اور واقعات کا اہتمام سے مطالعہ کیا ہے اور ان کے حالات کا تتبع کیا ہے وہ جانتا ہے کہ کوئی گروہ ایسا نہیں گزرا جو ہدایت و رشد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے زیادہ مجتمع اور تفرق واختلاف سے ان سے زیادہ دور ہو۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے کہ وہ اس کی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ وہ فرماتا ہے "تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے نکالی گئی ہو تم نیکی کا حکم دیتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو" ہم مسلمانوں میں جو کچھ خیر ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی برکت ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ صحیح فرماتے ہیں کہ اس وقت مسلمانوں کے پاس علم و دین کا جو کچھ سرمایہ ہے، خیر و برکت کا جو کچھ ذخیرہ ہے، شعائر اسلام کی بلندی، اسلام کی اشاعت، عمل خیر کے جو کچھ محرکات اور جو کچھ توفیق خیر ہے اور یہ پوچھئے تو عالم میں اس وقت جو کچھ صلاح و خیر نظر آ رہی ہے وہ سب صحابہ کرام کی جاں فشانیوں، اخلاص، علو ہمت، ایثار اور قربانیوں کا نتیجہ اور ان کے نفوس قدسیہ کی برکت و نورانیت ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے جوش سے لکھتے ہیں:

وَاَمَّا الْخُلَفَاءُ وَالصَّحَابَةُ فَكُلُّ خَيْرٍ فِيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَالْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ وَالْمَعَارِفِ وَالْعِبَادَاتِ وَدُخُوْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّجَاةِ مِنَ النَّارِ وَانْتِصَارِهِمْ عَلَى الْكُفَّارِ وَعُلُوِّ كَلِمَةِ اللّٰهِ فَاِنَّمَا هُوَ بِبَرَكَةِ مَافَعَلَهُ الصَّحَابَةُ الَّذِيْنَ بَلَّغُوا الدِّيْنَ وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُلُّ مُؤْمِنٍ آمَنَ بِاللّٰهِ فَلِلصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلَيْهِ فَضْلٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَكُلُّ خَيْرٍ فِيْهِ الشِّيْعَةُ وَغَيْرُهُمْ فَهُوَ بِبَرَكَةِ الصَّحَابَةِ وَغَيْرُ الصَّحَابَةِ تَبَعٌ لِخَيْرِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ فَهُمْ كَانُوْا اَقْوَمَ بِكُلِّ خَيْرٍ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا مِنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ.

اس وقت سے لے کر قیامت تک مسلمانوں کے پاس جو کچھ خیر ہے مثلاً ایمان و اسلام۔ قرآن۔ علوم و معارف، عبادات دخول جنت، جہنم سے نجات، کفار پر غلبہ، اللہ کے نام کی بلندی وہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی کوششوں کی برکت ہے۔ جنہوں نے دین کی تبلیغ کی اور اللہ کے رستہ میں جہاد کیا، جو مؤمن بھی اللہ پر ایمان لایا اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا احسان قیامت تک رہے گا اور شیعہ لوگوں کو بھی کچھ خیر حاصل ہے وہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی برکت اور غیر صحابہ کی خیر خلفائے راشدین کی خیر کے تابع ہے، اس لیے کہ وہ دین دنیا کی ہر خیر کے ذمہ دار اور سرچشمہ ہیں: (مطبوعہ: "الحق" اپریل، ۱۹۷۷ء)

محمد فہد حارث

کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت میں سونا چاندی میں خیانت کی؟

چند غیر مستند تاریخی روایات کے تحت ہمارے بعض بزرگوں نے اپنی کتاب میں یہ بات لکھ دی کہ سیدنا معاویہؓ نے مالِ غنیمت کے معاملے میں کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی۔ کتاب وسنت کی رو سے پورے مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہیے اور باقی چار حصے اس فوج پر تقسیم کئے جانے چاہییں جو لڑائی میں شریک ہوئی ہو لیکن حضرت معاویہؓ نے حکم دیا کہ مالِ غنیمت میں سونا چاندی ان کے لیے الگ نکال لیا جائے، پھر باقی مال شرعی قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس روایت کے ماخذ، سند اور متن پر کلام کریں سب سے پہلے ہم کو یہ جاننا ہوگا کہ مالِ غنیمت کی تقسیم سے متعلق وہ کون سے ''صریح احکام'' تھے جن کی خلاف ورزی سیدنا معاویہؓ نے کی۔ کسی مسئلے کے متعلق عمومی احکامات کا بیان ہونا الگ بات ہے اور انکا ''صریح و دوٹوک'' ہونا بالکل الگ بات ہے۔ اب مالِ غنیمت کے بارے میں کوئی ''صریح'' احکامات کتاب وسنت میں منصوص ہوتے تو پھر علماء وفقہا کے مابین مالِ غنیمت کی تقسیم کے حوالے سے اختلاف کیونکر ہوسکتا تھا؟ اور قواعدِ اصولیہ ومسائل فقہیہ کی کتب میں اس پر بحثیں کیونکر ہوتیں۔ اب جیسا کہ اوپر کے اقتباس سے مترشح ہوتا ہے کہ مالِ غنیمت کی پانچ حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد چار حصے ''صراحت'' کے ساتھ مجاہدین میں تقسیم ہونے چاہییں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا معاویہؓ سے عرصہ دراز یعنی تقریباً تیس سال سے زائد عرصہ قبل خود سیدنا عمرؓ نے ان احکامات کو ''صریح'' نہ جانا۔ سیدنا عمرؓ کے عہدِ مبارک سے پہلے دستور یہ تھا کہ مفتوحہ زمین مجاہدوں میں تقسیم کی جاتی تھی اور ان کے باشندے مجاہدوں کی غلامی میں دے دیئے جاتے تھے۔ سیدنا عمرؓ نے عراق کی فتح کے بعد سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کو وہاں کی مردم شماری کرنے کا حکم دیا۔ سیدنا سعدؓ نے مردم شماری کر کے نتائج بھیجے تو کل باشندوں اور فوج کی تعداد کا موازنہ کرنے کے بعد ایک ایک مسلمان کے حصہ میں تین تین آدمی آرہے تھے۔ سیدنا عمرؓ نے اس بات کو درست نہ جانا اور ان کی رائے یہ تھی کہ زمین مجاہدین میں تقسیم کرنے کے بجائے پچھلے باشندوں کے قبضہ میں ہی رہنے دی جائے اور ان پر خراج عائد کر دیا جائے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما نے سیدنا عمرؓ کی اس رائے سے اختلاف کیا۔ جبکہ سیدنا عمرؓ کا کہنا تھا کہ اگر ممالکِ مفتوحہ فوج کو تقسیم کر دیئے جائیں تو آئندہ افواج کی تیاری، بیرونی حملوں کی حفاظت، ملک کے امن وامان قائم رکھنے کے مصارف کہاں سے آئیں گے۔ پس سیدنا عمرؓ نے یہ معاملہ شوریٰ میں رکھ کر اپنی تجویز پیش کی جس کو جمہور صحابہ نے قبول کیا اور یوں پہلے جو زمینیں مجاہدین میں تقسیم کی جاتی تھی، سیدنا عمرؓ نے اپنے اجتہاد سے ان کو مجاہدوں میں تقسیم روک کر مالکان کے پاس رہنے دیا۔ اور ان سے جو خراج آتا تھا اس کو حکومت کے مصارف پر خرچ کرنا شروع کر دیا۔
سو سب سے اول تو یہ عرض ہے کہ مالِ غنیمت کی تقسیم کا کوئی ''صریح حکم'' موجود نہیں جس میں اجتہاد کے ذریعے تبدیلی نہ کی جاسکتی ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو مالِ غنیمت کی تقسیم کے ضمن میں خود سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ عمل نہ فرماتے۔

اب آتے ہیں اس روایت کی طرف۔ اس روایت کا بنیادی ماخذ تاریخ طبری ہے اور طبری نے اس واقعہ کی جو سند نقل کی ہے وہ کچھ یوں ہے **حدثنی عمر، قال حدثنی حاتم بن قبیصہ قال حدثنا غالب بن سلیمان عن عبدالرحمٰن بن صبح**۔ اب اتفاق دیکھئے کہ اس سند کے تین رواۃ یعنی حاتم بن قبیصہ، غالب بن سلیمان اور عبدالرحمٰن بن صبح تینوں مجہول الحال ہیں۔ ان کا کوئی ذکر رجال کی کتب میں موجود نہیں۔ گویا یہ روایت ایک نہیں، دو نہیں تین مجہول الحال راویوں کے سبب سخت ضعیف و ناقابل استدلال ٹھہرتی ہے۔ پس روایتاً یہ حکایت ناقابلِ اعتبار ہوئی۔ اب ذرا اس روایت کا متن بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اس روایت کے متن میں مذکور ہے کہ عراق کے گورنر زیاد کے ماتحت خراسان میں سیدنا حکم بن عمرؓ حاکم اور قائد جیوش اسلامیہ تھے۔ انہوں نے وہاں کفار سے جہاد کیا جس میں ان کو فتح حاصل ہوئی اور بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ زیاد نے ان کو غنیمت کی تقسیم کے معاملے میں لکھا کہ امیر المومنین کی طرف سے یہ خط آیا ہے کہ مالِ غنیمت میں سے ان کے لیے سونا چاندی الگ کرلیا جائے۔ یہ سونا چاندی سب بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا (یجمع کلہ من ھذہ الغنیمۃ لبیت المال)۔ لیکن حکم بن عمرؓ نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا اور ۵/۱ حصہ الگ کر کے تمام مالِ غنیمت لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

اب دیکھیے کہ اس روایت میں ایسی کوئی تصریح نہیں ملتی کہ سیدنا معاویہؓ نے ازخود یہ حکم زیاد کو دیا تھا یا زیاد نے اپنی رائے سے یہ حکم دیا؟ بظاہر یہ زیاد ہی کی رائے معلوم پڑتی ہے اور قرائن بھی اسی کی تائید کرتے ہیں کیونکہ اگر سیدنا معاویہؓ کا حکم ہوتا تو صرف خراسان کے مالِ غنیمت کے لیے ہی یہ حکم نہ ہوتا بلکہ وہ یہ حکم ان تمام جنگی لشکروں پر بھی نافذ کرتے جو خود انہوں نے مرکزِ خلافت سے مختلف علاقوں میں جہاد کے لیے بھیجے تھے اور دوسرے تمام گورنروں کو بھی اس کی ہدایت کرتے۔ لیکن تاریخ میں ایسا کچھ نہیں ملتا۔ گویا صرف ایک واقعہ جو خراسان کے مالِ غنیمت سے متعلق تاریخ میں مذکور ہے اور صرف ایک دفعہ ملتا ہے اور جس پر خود مالِ غنیمت پر دسترس رکھنے والے گورنر نے عمل نہ کیا اس کو بنیاد بنا کر یہ تاثر کیسے دیا جاسکتا ہے کہ گویا پوری مملکتِ اسلامیہ میں اس پر عمل ہو رہا تھا اور کھلم کھلا قرآن وسنت کی خلاف ورزی کی جارہی تھی۔

چنانچہ ایک روایت جس کی استنادی حیثیت مشکوک کجا ازبس ناقابلِ اعتبار و استدلال ہے اور اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کے واقع ہونے کی نفی خود اس واقعہ میں موجود ہے، ایسی روایت کی بنیاد پر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ سیدنا معاویہؓ نے ''سنت'' بدل دی تھی۔ جبکہ بدل دیے جانے کا ذکر تو یہاں بھی نہیں ہے، ناکام کوشش مذکور ہے۔ اور اس واقعہ کے علاوہ کوئی اور مستند روایت موجود نہیں۔ سو ثابت ہوا کہ سیدنا معاویہؓ پر محض الزام ہے کہ وہ مالِ غنیمت کی تقسیم کے سلسلے میں ردوبدل کر پائے تھے۔

اس کو بالکل ایسے سمجھئے جیسے سیدنا عمرؓ سے متعلق تاریخ میں ملتا ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے مجمع عام میں عورتوں کے مہر کو چار سو درہم تک مقید کرنے کا فیصلہ دیا۔ جس پر ایک بڑھیا نے ان کو ٹوک دیا کہ قرآن تو قنطار یعنی ڈھیر سارے مہر کی بات کرتا ہے، تو عمرؓ تم کون ہوتے ہو مہر کو مقید کرنے والے جس پر سیدنا عمرؓ اپنا فیصلہ واپس لے لیتے ہیں۔ اب کوئی اس واقعہ کی بنیاد پر کہے کہ سیدنا عمرؓ نے مہر سے متعلق ایسا حکم دیا جس سے قرآن وسنت کے ''صریح''

احکام کی خلاف ورزی ہوئی، اور اس بات سے صرفِ نظر کرلے کہ یہ حکم ایک دن بھی نافذ نہ ہو، اتو اس کو کیا کہا جائے گا؟۔ بعینہ مالِ غنیمت والی اس روایت کے ضعف کے باوجود اگر یہ مان لیا جائے کہ زیاد کو حقیقت میں سیدنا معاویہؓ نے ہی خط لکھ کر ایسا کرنے کو کہا تھا تو تب بھی سیدنا حکم بن عمروؓ کے انکار پر اس حکم پر عمل نہ ہوسکا اور پھر سیدنا معاویہؓ نے زیاد کو یا حکمؓ کو بھی اس فرمان کے بجالانے پر کچھ نہیں کہا۔ گویا دوسرے لفظوں میں اپنے موقف سے رجوع کرلیا اور ایک دن کے لیے بھی اس حکم کا نفاذ نہ ہوا۔ چنانچہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ سیدنا معاویہؓ نے مالِ غنیمت کے سلسلے میں کتاب اور سنت کی صریح خلاف ورزی کی۔

پھر روایت میں ہے کہ یہ مال الگ کروا کر بیت المال میں جمع کروانے کا حکم دیا گیا تھا، جس پر ایک رافضی الفکر شخص کا کہنا ہے کہ یہ جمع کروانا بھی خلیفہ کے ذاتی استعمال کے لیے ہی تھا۔ جبکہ یہ استدلال بھی جہالت اور امورِ جہانبانی سے ناواقفیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جیسے سیدنا عمرؓ نے اپنے زمانے میں حکم دیا تھا کہ مفتوحہ زمینیں مجاہدین میں تقسیم کرنے کے بجائے ان پر خراج عائد کرکے ان کی آمدن بیت المال میں داخل کردی جائے تاکہ وہ دیگر مصارف میں خرچ ہوں۔ بعینہٖ اسی طرح سیدنا معاویہؓ کے دور سے پہلے فوجی خدمت رضا کارانہ ہوتی تھی، اس لیے مالِ غنیمت کے چار حصہ فوج میں تقسیم کردیئے جاتے تھے لیکن جب رضا کارانہ کے بجائے تنخواہ دار فوج کا رواج ہوا تو فوج کا تمام ساز و سامان اور سارے اخراجات حکومت کے ذمہ ہوگئے تو مالِ غنیمت کو فوج پر تقسیم کرنے کا اصول بھی اس طرح نہ رہا جیسے پہلے تھا۔ کیا معترض حضرات یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے سیدنا معاویہؓ پر اس سلسلے میں کوئی نقد یا اعتراض کیا ہو؟ پھر سیدنا معاویہؓ کے عہدِ مبارک اور اس کے بعد پورے اموی دور میں باقاعدہ فوج کے علاوہ رضا کار مجاہد بھی ہوتے تھے اس لیے ضروری ہوگیا تھا کہ سونا چاندی بیت المال کے لیے نکال لیا جائے اور باقی مال فوج پر تقسیم کردیا جائے تاکہ فوج کے مصارف پورے کئے جاسکیں۔ پھر معترضین کی یہ بات بھی عجیب ہے کہ جب مالِ غنیمت میں سے سونا چاندی خلافِ شریعت نکال لیا گیا تو پھر باقی تقسیم شرعی کیسے رہ گئی کہ سیدنا معاویہؓ اس کی شرعی تقسیم کا حکم دے رہے ہیں۔

پھر یہ پہلو بھی قابلِ غور ہے کہ اگر سیدنا معاویہؓ مالِ غنیمت میں بے جا تصرف کرتے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ امہات المومنین سیدہ عائشہؓ، سیدہ ام سلمہؓ اور دیگر ازواج النبی علیہ وعلیہن الصلاۃ والسلام، سیدنا حسنؓ، سیدنا حسینؓ، سیدنا عبداللہ بن جعفرؓ، سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اور دیگر اصحابِ گرامی رضی اللہ عنہم سیدنا معاویہؓ سے وظائف وعطیات وصول کرتے رہتے۔ اب کوئی کہے کہ یہ حضرات وظائف سیدنا معاویہؓ کی ذاتی دولت سے نہیں بیت المال سے لیتے تھے تو معترضین کے استدلال کے تحت ہی بیت المال میں بھی خلافِ شریعت مالِ غنیمت کی تقسیم سے آنے والے سونے چاندی کے سبب ناپاک وحرام مال کی آمیزش ہوگئی تھی تو یہ ممکن نہ تھا کہ امہات المومنین اور جمیع اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم حرام مال کی آمیزش والا مال حرام مال کی آمیزش کرنے والے خلیفہ کے ہاتھوں لیتے۔ ان حضرات کا سیدنا معاویہؓ سے عطیات و وظائف قبول کرنا ہی اس بات کو مستلزم ہے کہ مالِ غنیمت اور بیت المال میں خرد برد کرنے والی یہ روایت وضعی و ناقابلِ قبول ہیں۔

یاد رہے کہ اس سلسلے میں مستدرک حاکم کی ایک روایت یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ سیدنا معاویہؓ نے مالِ غنیمت

کی تقسیم سے متعلق حکم نہ ماننے کی پاداش میں سیدنا حکم بن عمروؓ کو قید کر دیا تھا اور اسی حال میں ۵۴ھ ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ لیکن اس روایت کو عموماً مورخین و محدثین نے قبول نہیں کیا کیونکہ اس کو صرف امام حاکم نے روایت کیا ہے اور تشیع میں ان کا غلو معروف ہے سو اس سبب کم از کم سیدنا معاویہؓ کی کردار کشی پر مبنی ان کی کوئی منفرد روایت قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ الاصابہ میں ابن حجر عسقلانی اور دیگر محدثین نے سیدنا حکم بن عمروؓ سے متعلق اس روایت کو قبول نہیں کیا اور اس کے بجائے آپ کی طبعی موت کا ذکر کیا ہے جو کہ ۵۰ھ میں ہوئی تھی اور آپ نے اپنی موت سے قبل انس بن ابی ایاس کو اپنے کام کا نگراں مقرر کیا تھا (الاصابہ جلد اول تحت ترجمۃ حکم بن عمروؓ)۔

پس اس اعتراض کے سلسلے میں درج ذیل باتیں غور کرنے لائق ہیں:

اول۔ یہ قصہ کسی مستند تاریخی روایت سے ثابت نہیں بلکہ ضعیف و مجہول راویوں سے مروی ہے سو اپنی اصل میں سنداً یہ قطعی قابلِ قبول نہیں۔

دوم۔ اگر اس قصہ کی استنادی حیثیت سے صرف نظر کر بھی لیا جائے تو اس سلسلے میں دو احتمال ہیں۔ پہلا یہ کہ ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں کہ سیدنا معاویہؓ نے یہ حکم دیا تھا کیونکہ اگر وہ حکم دیتے تو پوری بلادِ اسلامیہ کے گورنروں کو دیتے۔ صرف ایک گورنر کو یہ حکم دینا اور اسکا بھی انکار کر دینا اس بات کا غماز ہے کہ یہ حکم سیدنا معاویہؓ کی جانب سے نہیں بلکہ زیاد کی جانب سے تھا۔

سوم۔ اگر اس کی نسبت سیدنا معاویہؓ سے مانی بھی جائے تو اس کی حیثیت بالکل ویسے ہی ہے جیسا کہ سیدنا عمرؓ کی مہر کی تحدید کے واقعہ کی حیثیت کہ سیدنا عمرؓ نے ایک تجویز دی جو غیر منظور کر دی گئی اور ایک دن کو بھی اس پر عملدرآمد نہ ہوا۔ بعینہٖ مالِ غنیمت کی تقسیم کے سلسلے میں بھی یہی ہوا کہ اگر سیدنا معاویہؓ نے ایسا کوئی حکم دیا بھی تھا تو خراسان کے عامل کے انکار پر وہ تجویز رد ہو گئی اور ایک دن کے لیے بھی اس پر عمل نہ ہو سکا۔

چہارم۔ اگر اس تجویز پر عمل ہو بھی جاتا تو عراق کی مفتوحہ زمینوں والے معاملے کی طرح یہ معاملہ بھی اجتہادی مسائل میں سے تھا جس کو مصالح امت کی خاطر سیدنا معاویہؓ نے تجویز کیا اور اس پر عملدرآمد کروانا چاہا جس میں فقہی نقطۂ نظر اجتہاد کی واضح گنجائش موجود تھی۔ اگر یہ معاملہ غیر شرعی ہوتا تو بیت المال میں حرام مال کی آمیزش کے تحت اصحاب رسول و امہات المومنین رضی اللہ عنہم کبھی بھی سیدنا معاویہؓ سے عطیات و وظائف وصول نہ کرتے۔

پنجم۔ تاریخ طبری میں ہی ایک روایت ملتی ہے جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ خلیفہ کو اختیار ہے وہ جس مصرف میں چاہے حکومت و افواج پر بیت المال کی رقم خرچ کرے۔ جیسا کہ سیدنا علیؓ سے متعلق ملتا ہے کہ جب وہ اہل بصرہ کی بیعت سے فارغ ہوئے تو بیت المال کا جائزہ لیا۔ اس میں ساٹھ لاکھ درہم سے زائد رقم موجود تھی جو سیدنا علیؓ نے ان لوگوں میں تقسیم کر دی جو آپ کے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔ ہر شخص کے حصے میں پانچ پانچ سو کی رقم آئی۔ پھر ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شام میں آپ لوگوں کو فتح یاب کرے تو اتنی ہی رقم عطیات کے علاوہ تمہیں ملے گی۔

(طبری ۳/۲ صفحہ ۱۶۰)

مولانا ظفر علی خانؒ

حمد باری تعالیٰ

بنائے اپنی حکمت سے زمیں و آسماں تو نے
دکھائے اپنی قدرت کے ہمیں کیا کیا نشاں تو نے

تری صنعت کے سانچے میں ڈھلا ہے پیکرِ ہستی
سمویا اپنے ہاتھوں سے مزاجِ جسم و جاں تو نے

نہیں موقوف خلاقی تری اس ایک دنیا پر
کیے ہیں ایسے ایسے سینکڑوں پیدا جہاں تو نے

دلوں کو معرفت کے نور سے تو نے کیا روشن
دکھایا بے نشاں ہو کر ہمیں اپنا نشاں تو نے

نمک پروردہ تیری شرم کی ہیں لغزشیں میری
گنہ بخشے ہیں میرے ہو کے اکثر مہرباں تو نے

ہم اب سمجھے کہ شاہنشاہِ ملکِ لا مکاں ہے تو
بنایا اک بشرؐ کو سرورِ کون و مکاں تو نے

محمد مصطفیٰؐ کی رحمۃ للعالمینی سے
بڑھائی یارب اپنے لطف اور احساں کی شاں تو نے

☆......☆......☆

محمد فیاض عادل فاروقیؒ

نعت در بارگاہ رسالت پناہ علیہ الصلاۃ والسلام

زباں پر جب بھی نعتوں کی لڑی ہے
وہی تو وقت سب سے قیمتی ہے

جہاں میں گرچہ ہر سو تیرگی ہے
جہاں ان کے قدم ہیں روشنی ہے

مدینے کی عجب خوش قسمتی ہے
کہ سدرہ جھک کے اس کو چومتی ہے

خدا کا تحفۂ محبوب ہے جو
سماء و ارض کی چادر تنی ہے

ہے اترا جس زباں پر بول رب کا
اسی کی شان شانوں میں بڑی ہے

انھیں کے خلق نے دنیائے دوں میں
جہانِ خلق کی تعمیر کی ہے

جو اخلاقِ محمد کا ہے پیرو
وہی تو ان کا سچا امتی ہے

بہت عشاق ہیں دنیا میں ان کے
رہِ سنت پہ کس کی زندگی ہے

جو چومیں دونوں لب نامِ محمد
زباں دندان کو پھر چومتی ہے

محمد بول کر لب بوسے لیں تو
نہ حاجت بوسۂ انگشت کی ہے

خدا نے ان کی نسبت ہی سے عادلؔ
ہر اک جھولی جو خالی تھی بھری ہے

حافظ عبید اللہ

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر ختم نبوت کے منکر ہونے کا الزام اور اس کی حقیقت

جماعت مرزائیہ جس طرح قرآن وحدیث اور دوسرے بزرگان وصوفیاء کرام کی عبارات میں تحریف معنوی کر کے اپنی خود ساختہ نبوت ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے، ایسے ہی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ''تحذیر الناس'' کے مختلف مقامات سے نا تمام عبارات ماقبل ومابعد کے الفاظ حذف کر کے پیش کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مولانا بھی اجراء نبوت کے قائل تھے حالانکہ مولانا اپنی اسی کتاب میں منکر ختم نبوت کو کافر ومرتد کہتے ہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ مرزائیوں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کا ایک گروہ بھی دانستہ یا نادانستہ اس بات پر مصر ہے کہ حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اجراء نبوت کے قائل ہیں اور قادیانیوں نے انہی کی عبارات کو دلیل بنا کر مرزا قادیانی کی نبوت کو ثابت کیا ہے، ہمارے خیال میں یہ حضرات مولانا نانوتویؒ کے ساتھ بغض کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں کیونکہ مرزائی تو حضرت مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہ دہلویؒ، ملا علی قاریؒ، شیخ محی الدین ابن عربیؒ اور شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ وغیرہم کی عبارات بھی اپنے حق میں پیش کرتے ہیں تو پھر صرف مولانا نانوتویؒ پر یہ غصہ اور ناراضگی کیوں؟ کہ مرزائی صرف ان کی عبارات سے اپنا عقیدہ ثابت کرتے ہیں؟ اصل میں بہت سے لوگ قصور فہم کی وجہ سے مولانا کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہوئے اور کچھ لوگوں نے جان بوجھ کر مولانا کی کتاب کے مختلف مقامات سے نا تمام عبارتوں کے ٹکڑوں کو جوڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا جس سے سادہ لوح عوام تردد میں پڑ گئے، اللہ ہمیں عدل وانصاف کے ساتھ کام لینے کی توفیق دے۔

ہم سب سے پہلے مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارات پیش کرتے ہیں جن کے اندر صاف طور پر انہوں نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کا زمانہ آخری ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا احتمال نہیں، جو اس کا قائل ہو اسے کافر سمجھتا ہوں وغیرہ، اس کے بعد ہم مولانا کی تحذیر الناس کی اس عبارت (یا عبارت کے ٹکڑوں) پر بات کریں گے جنہیں لے کر جماعت مرزائیہ اور ہمارے کچھ ناسمجھ مسلمان دوست بھی مولانا کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہوئے۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تاویل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں''

مولاناؒ لکھتے ہیں:

''اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تاویل

کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں"۔(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 144، مکتبہ قاسم العلوم، کورنگی، کراچی)

واضح رہے کہ مولانا نانوتویؒ کی کتاب "تحذیر الناس" کی کچھ عبارات پر ایک صاحب علم مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے سامنے چند اعتراضات واشکالات خطوط کی صورت میں پیش کیے تھے جن کا جواب مولانا نانوتویؒ نے دیا، مناظرہ عجیبہ اسی سلسلے کی خط وکتابت کا مجموعہ ہے، اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ "مناظرہ عجیبہ" گویا "تحذیر الناس" کی شرح ہے جس میں حضرت نانوتویؒ نے تحذیر الناس میں لکھی گئی عبارات کی تشریح اور وضاحت فرمادی۔

مولانا نانوتویؒ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اول المخلوقات ہیں۔۔۔"۔(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 9، مکتبہ قاسم العلوم، کورنگی، کراچی)

لیجیے مولانا صاف لکھ رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی یعنی آپ کا تمام انبیاء کے آخر میں مبعوث ہونا تو ایسی بات ہے جو سب کے نزدیک مسلم ہے، اس میں تو کوئی کلام ہی نہیں۔ خاتمیت زمانی سے انکار نہیں بلکہ منکروں کے لئے انکار کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

ایک جگہ لکھتے ہیں:

"حاصل مطلب یہ ہے کہ خاتمیت زمانی سے مجھ کو انکار نہیں بلکہ یوں کہیے کہ منکروں کے لئے گنجائش انکار نہ چھوڑی، افضلیت کا اقرار ہے بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیے، اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔۔۔"۔(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 71، مکتبہ قاسم العلوم، کورنگی، کراچی)

یہاں ایک بار پھر صاف لفظوں میں اقرار کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی سے مولانا کو انکار نہیں، اسی طرح آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل الرسل سمجھتے ہیں اور آپ کے ہم مرتبہ کسی کو نہیں سمجھتے۔

پھر مولانا عبدالعزیز صاحب کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"آپ ہی فرمائیں تأخرِ زمانی اور خاتمیت عصر نبوت کو میں نے کب باطل کیا اور کہاں باطل کیا؟ مولانا میں نے خاتم کے وہی معنی رکھے جو اہل لغت سے منقول ہیں، اہل زبان میں مشہور ہیں"۔(مناظرہ عجیبہ، صفحہ 52)

آگے چلنے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ "تحذیر الناس" دراصل ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا تھا جس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک اثر جس میں سات زمینوں اور ان کے انبیاء کا ذکر ہے اور جسے امام بیہقی وغیرہ نے صحیح کہا ہے (کتاب الاسماء والصفات للبیہقی جلد 2 صفحہ 268، باب بدء الخلق، روایت نمبر 832 طبع مکتبۃ السوادی) کو درج کر کے اس کی آیت خاتم النبیین کے ساتھ تطبیق دریافت کی گئی تھی کہ آیا بیک وقت آیت اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر پر عقیدہ رکھنا ممکن ہے؟ اس سوال کا جواب تین طرح سے ممکن تھا:

نمبر 1: آیت اور اس اثر میں تعارض ہے لہٰذا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس اثر کو غلط سمجھا جائے۔

نمبر 2: یہ اثر صحیح ہے، پھر آیت کے ساتھ اس کی تطبیق یوں ہے کہ آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت صرف ہماری اس زمین کے اعتبار سے بیان کی گئی ہے اور آپ صرف اس زمین کے خاتم النبیین ہیں۔

نمبر 3: آیت اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اثر دونوں کو تسلیم کر کے ایسی تطبیق دی جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت صرف اس زمین تک محدود نہ رہے بلکہ باقی زمینوں بلکہ ساری کائنات پر محیط ہو۔

چنانچہ کچھ لوگوں نے پہلی یا دوسری صورت اختیار کی، لیکن مولانا نانوتویؒ نے آیت اور اثر ابن عباسؓ دونوں کو صحیح قرار دے کر تیسرا جواب اختیار کیا۔ مولانا کی ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری زمین کے اعتبار سے تو خاتم النبیین ہیں باعتبار خاتمیت مرتبی کے بھی اور باعتبار خاتمیت زمانی کے بھی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت صرف اسی زمین تک محدود نہیں بلکہ پوری کائنات کے بھی خاتم النبیین ہیں، اور چونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں مزید چھ زمینوں اور ان میں ہونے والے نبیوں کا بھی ذکر ہے تو اگر بالفرض ہزار زمینیں بھی اور ہوتیں اور ان میں سلسلہ نبوت جاری ہوتا اور چونکہ ان کے انبیاء کے بارے میں یہ تصریح نہیں آئی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے یا بعد میں تو دونوں احتمال موجود ہیں پس اگر وہ انبیاء بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آئے تو ان کے لئے بھی آپ خاتم النبیین ہیں زمانے کے لحاظ سے بھی اور مرتبے کے لحاظ سے بھی اور اگر بالفرض (جی ہاں اگر فرض کیا جائے کہ) دوسری زمینوں کے انبیاء آپ کے ہم عصر یا بالفرض آپ کے بعد ہوں تو بھی آپ ان تمام نبیوں کے بھی خاتم ہوتے لیکن صرف ختم نبوت مرتبی اور ذاتی کے لحاظ سے۔ مرزائی مربیوں نے مولانا کی اس بات کو جو ختم نبوت مرتبی سے متعلق ہے سیاق وسباق سے کاٹ کر اس طرح پیش کیا کہ گویا یہ ختم نبوت زمانی سے متعلق ہے اور محض اتنے ہی حصے کو مولانا کا عقیدہ بتا کر دھوکہ دیا اور مولانا نے خاتمیت زمانی کے بارے میں جو لکھا اسے یکسر ذکر نہ کیا گیا۔

فائدہ:

ختم نبوت زمانی کا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ کے لحاظ سے اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملنی اور نہ کسی نبی کا پیدا ہونا ممکن ہے، یہ شان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت حاصل ہوئی جب تمام انبیاء یکے بعد دیگرے دنیا میں تشریف لا چکے اور سب سے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا، جبکہ ختم نبوت مرتبی کا یہ مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد تمام مراتب ختم ہیں اور آپ مرتبے کی لحاظ سے بھی تمام انبیاء سے آخر ہیں اور شان کے لحاظ سے اللہ کے آخری نبی ہیں، ختم نبوت مرتبی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت بھی حاصل تھی جب ابھی حضرت آدم علیہ السلام خلعت نبوت سے سرفراز نہ ہوئے تھے، اس ختم نبوت مرتبی کے ہوتے ہوئے تمام انبیاء کرام یکے بعد دیگرے تشریف لاتے رہے، معلوم ہوا کہ صرف ختم نبوت مرتبی اپنی ذات کے لحاظ سے اور نبیوں کو مانع نہیں، لیکن عقیدے کے لئے صرف یہی ختم نبوت مرتبی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ختم نبوت زمانی کا اقرار بھی لازم ہے جیسا کہ مولانا نے متعدد مقامات پر اس کی تصریح کی ہے (جن میں سے کچھ

حوالے پہلے بیان ہوئے اور چند آگے بیان ہوں گے)۔

تو مولانا نانوتویؒ کے مطابق آیت خاتم النبیین سے ختم نبوت مرتبی اور ختم نبوت زمانی دونوں ثابت ہیں، چاہے ختم نبوت مرتبی کو آیت کا مدلول مطابقی لیا جائے اور ختم نبوت زمانی کو اس کا مدلول التزامی، یا دوسری صورت یہ کہ ختم نبوت کو عام اور مطلق رکھا جائے اور ختم نبوت زمانی و مرتبی (بلکہ ایک تیسری قسم ختم نبوت مکانی) کو بھی آیت خاتم النبیین کا مدلول مطابقی قرار دیا جائے، اور اس دوسری صورت کو مولانا نے اپنا مختار بتلایا ہے، بہرحال دونوں صورتوں میں سے جو بھی اختیار کی جائے ختم نبوت زمانی کا اقرار دونوں میں موجود ہے اور ختم نبوت مرتبی اس کے علاوہ ایک اور فضیلت ہے۔

''خاتمیت زمانی کا منکر کافر ہے''

مولانا نانوتویؒ لکھتے ہیں:

''سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور تصریحات نبوی مثل [**أنت منی بمنزلة هارون لموسیٰ الا أنه لا نبی بعدی. او کما قال**] جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اسی پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ، باوجود یکہ الفاظ حدیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا اب دیکھیے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی''۔ (تحذیر الناس، صفحہ 12و13، دارالاشاعت کراچی)

اس عبارت میں مولانا نے ختم نبوت زمانی کو نہ صرف یہ کہ منطقی دلیل ہی سے تسلیم کیا ہے بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ ختم نبوت زمانی لفظ خاتم النبیین سے ثابت ہے جو قرآن میں موجود ہے اور حدیث شریف اور اجماع امت سے بھی ثابت ہے اور جس طرح فرائض وغیرہ کی رکعات کی تعداد کا منکر کافر ہے اسی طرح ختم نبوت زمانی کا منکر بھی کافر ہے۔

اور مناظرہ عجیبہ میں ہے:

''بلکہ اس سے بڑھ کر لیجیے (تحذیر الناس کے) صفحہ نہم کی سطر دہم سے لیکر صفحہ دہم کی سطر ہفتم تک وہ تقریر لکھی ہے جس سے خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی اور خاتمیت مرتبی تینوں بدلالت مطابقی ثابت ہو جائیں اور اسی تقریر کو اپنا مختار بتایا ہے''۔ (مناظرہ عجیبہ، صفحہ 70، مکتبہ قاسم العلوم کراچی)

پھر یہ بھی لکھا:۔

''اگر خاتم کو مطلق رکھیے تو پھر خاتمیت مرتبی اور خاتمیت زمانی اور خاتمیت مکانی تینوں اس سے اسی طرح ثابت ہو جائیں گے جس طرح آیت ''**انما الخمر والمیسر والانصاب رجس من عمل الشیطان**'' میں

لفظ رجس سے نجاست معنوی اور نجاست ظاہری دونوں ثابت ہوتی ہیں اور اس ایک مفہوم کا انواع مختلفہ پر محمول ہونا ظاہر ہوتا ہے''۔ (مناظرہ عجیبہ، صفحہ 53)

اور آگے لکھا:

''بالجملہ جیسے اخبار قیامِ زید و عمرو مخالف و معارض قیامِ زید نہیں بلکہ مع شی ءزائد اس کی تصدیق ہے، ایسے ہی اس صورت میں میری تفسیر مع شی ءزائد مصدقِ تفسیر مفسران گذشتہ ہوگی نہ مخالف اور معارض''۔ (مناظرہ عجیبہ، صفحہ 53)

پھر لکھا:

''اور سنیے آپ خاتمیت زمانی کو معنی مجمع علیہ فرماتے ہیں اگر یہ مطلب ہے کہ خاتمیت زمانی مجمع علیہ ہے خاتم النبیین سے ماخوذ ہو یا کہیں اور سے تو اس میں انکار ہی کسے ہے، اور اگر یہ مطلب ہے کہ لفظ خاتم النبیین سے مراد ہونا مجمع علیہ ہے تو اس میں ہمارا کیا نقصان ہے جو یہ آپ پردہ میں آوازہ خرقِ اجماع کستے ہیں، تحذیر (یعنی تحذیر الناس۔ ناقل) کو غور سے دیکھا ہوتا تو اس میں خود موجود ہے کہ لفظ خاتم تینوں معنوں پر (یعنی خاتمیت زمانی، مرتبی اور مکانی۔ ناقل) بدلالت مطابقی دلالت کرتا ہے اور اسی کو اپنا مختار قرار دیا تھا...''۔ (مناظرہ عجیبہ، صفحہ 115)

معلوم ہوا کہ مولانا تو خاتمیت زمانی و مرتبی بلکہ مکانی کو بھی آیت خاتم النبیین سے ثابت فرما رہے ہیں۔ اور یہ بیان فرمانا چاہ رہے ہیں کہ عام طور پر آیت خاتم النبیین سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت زمانی ہی ثابت کی جاتی ہے، جبکہ میرے نزدیک اس آیت سے ختم نبوت مرتبی اور زمانی دونوں بلکہ ایک تیسری قسم ختم نبوت مکانی بھی ثابت ہوتی ہیں۔ یہ ہے وہ فرق جس سے کچھ لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ مولانا نے گذشتہ مفسرین کی تفسیر کے خلاف تفسیر کی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مولانا نے مفسرین سابقین کی تفسیر کو قبول کرتے ہوئے ختم نبوت مرتبی و مکانی کا ایک اضافی نکتہ بیان فرمایا ہے۔

قارئین محترم! ہم نے شروع میں عرض کیا تھا کہ عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی پر الزام لگانے سے پہلے اس کی تمام عبارات و بیانات کو پڑھا اور سمجھا جائے، اگر اس نے اپنی کسی بات کی تشریح و توضیح خود کی ہے تو اسے قبول کیا جائے، یہ ہرگز انصاف نہیں کہ کسی کی بات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر، یا شرط کو جزا سے، اور جزا کو شرط سے کاٹ کر، ایک فقرہ ایک صفحے سے لے کر اور دوسرا فقرہ کسی اور صفحے سے لے کر خود ایک عبارت ترتیب دے کر اس پر فتوی لگا دیا جائے۔ انصاف تو یہ تھا کہ جب مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرما دیا کہ:

''اپنا دین و ایمان ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے اسے کافر سمجھتا ہوں''۔ (مناظرہ عجیبہ، صفحہ 144، مکتبہ قاسم العلوم، کورنگی، کراچی)

تو پھر نہ کسی الزام کی گنجائش نظر آتی ہے اور نہ کسی اعتراض کی۔

فیصلہ کن بات:

جہاں تک جماعت مرزائیہ کا تعلق ہے ان سے یہ کہوں گا کہ اگر عقائد کے باب میں حضرت مولانا قاسم

نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کوئی وزن رکھتی ہے تو جس کتاب کے فقرے سے وہ اجراءِ نبوت کے عقیدے پر استدلال کرتے ہیں اسی کتاب میں جیسا کہ بیان ہوا مولاناؒ ختم نبوت زمانی کے منکر کو قرآن کریم، حدیث متواتر اور اجماع امت کا منکر اور کافر کہتے ہیں، اس لئے مولانا کی تحریر سے استدلال کرتے ہوئے وہ بے شک اجراءِ نبوت کا عقیدہ رکھیں لیکن از راہ انصاف (اگر وہ انصاف نام کی کسی چیز سے واقف ہیں تو) اجراءِ نبوت کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر بھی قرار دیں۔ اگر یہ دونوں باتیں جمع ہوسکتی ہیں تو ضرور کرنی چاہئیں، اور اگر جمع نہیں ہوسکتیں تو اس سے ثابت ہوگا کہ انہوں نے مولانا نانوتویؒ کی جس عبارت سے اجراءِ نبوت کا عقیدہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ اس کا مطلب نہیں سمجھے، اور یہ ''نا سمجھی'' شاید انہیں ان کے پیشوا مرزا قادیانی سے ورثے میں ملی ہے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی تو اپنے اوپر ہونے والے (بزعم خود) وحی والہام کا مطلب بھی نہیں سمجھ پاتا تھا، اور کبھی تو کسی ہندو سے اس کا مطلب پوچھا کرتا، کبھی اپنے کسی مرید سے بذریعہ خط اس کا مفہوم معلوم کیا کرتا اور کبھی باقرار خود بارہ بارہ سال تک اپنے اوپر ہونے والی وحی کو نہ سمجھ کر اس میں تاویل کرتا رہا۔

اور جہاں تک میرے ان کرم فرماؤں کا تعلق ہے جو اپنے آپ کو "مجاہدین ختم نبوت" بھی کہتے ہیں اور پھر آنکھ بند کر کے مکھی پر مکھی مارتے ہوئے یہ نعرے لگاتے ہیں کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ ختم نبوت زمانی کے منکر تھے اور وہ اجراءِ نبوت کا عقیدہ رکھتے تھے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ اللہ سے ڈریں، صرف اپنے مسلکی تعصب کی وجہ سے انصاف کا خون نہ کریں، اور مولانا کے یہ الفاظ پڑھیں:

''اپنا دین وایمان ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے اسے کافر سمجھتا ہوں''۔ (مناظرہ عجیبہ، صفحہ 144، مکتبہ قاسم العلوم، کورنگی، کراچی)

جب خود مولانا نے واضح الفاظ میں اپنا عقیدہ بیان فرما دیا تو پھر آپ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ کفر کے فتووں کی توپیں چلاتے جائیں؟ دنیا کا وہ کونسا مفتی ہے جو ایسے آدمی پر منکر ختم نبوت ہونے کا فتویٰ صادر کرے جو صاف اور واضح الفاظ میں اقرار کرے کہ ''اپنا دین وایمان ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے اسے کافر سمجھتا ہوں''؟

نیز مکتب دیوبند کے ہزاروں لاکھوں علماء ومفتیان کرام ہوئے، آج بھی ان کے دارالافتاء موجود ہیں، کیا کسی ایک مفتی یا کسی ایک عالم نے یہ فتویٰ دیا کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے''؟ کیا علماء دیوبند منکرِ ختم نبوت کو کافر نہیں کہتے؟ کیا عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت نامی تنظیم اسی مکتب دیوبند سے منسلک نہیں؟ کیا علماء دیوبند کا ردِّ قادیانیت پر لٹریچر موجود نہیں؟ تو پھر کتنی ناانصافی ہے کہ بیک جنبش قلم لکھ دیا جائے کہ ''مکتب دیوبند والے تو ختم نبوت کے منکر ہیں''؟

اعدلوا هو أقرب للتقوى.

راجا رشید محمود

انگریز کا پُشتینی وفادار

مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان انگریز حکومت کا وفادار تھا شاید اسی لیے انگریزوں نے مرزا صاحب کو ''نبوت'' کے درجے پر فائز کیا اور ان سے جہاد کے خلاف آواز اٹھوائی۔ بہت سی کتابوں اور مضامین میں مرزا صاحب کے اس تخصص پر قلم اٹھایا گیا اور یہ ثابت کیا گیا کہ مرزا غلام احمد انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔ لیکن حوالہ دیتے ہوئے اہل قلم نے محض کتاب کا نام یا زیادہ سے زیادہ اس کا صفحہ نمبر لکھا ہے۔ مرزا صاحب کی تصانیف عام طور پر دستیاب نہیں ہیں، بعض کتابوں پر سنِ اشاعت اور دوسری ضروری معلومات درج نہیں اور بعد کے ایڈیشنوں میں صفحہ نمبر کچھ کے کچھ ہوگئے ہیں۔ اس لیے میں نے صرف ان کتابوں سے مواد لیا ہے جو میرے ذاتی ذخیرہ کتب میں موجود ہیں اور ہر کتاب کے حوالے میں معلوم اور درج شدہ معلومات بھی فراہم کررہا ہوں۔

والد مرزا غلام مرتضٰی:

عبدالقادر (سابق سوداگرمل) نے مرزا صاحب کی زندگی پر ''حیات طیبہ'' کے نام سے جو کتاب لکھی اس میں ''کتاب البریہ'' (طبع اول حاشیہ صفحہ 134 تا 146) کے حوالے سے مرزا صاحب کی تحریر درج کی ہے ''میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی اس نواح میں مشہور رئیس تھے۔ گورنر جنرل کے دربار میں بہ زمرہ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے۔ چنانچہ سرلیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب ''تاریخ رئیسان پنجاب'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہردلعزیز تھے اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لیے حکام وقت ڈپٹی کمشنر، کمشنران کے مکان پر ان کی ملاقات کرتے تھے۔'' (1)

مرزا صاحب کے برعکس عبدالقادر نے گریفن کی کتاب کا نام ''تذکرہ روسائے پنجاب'' لکھا ہے اس میں ہے، اس خاندان نے 1857ء کے دوران میں بہت اچھی خدمات کیں۔ غلام مرتضٰی نے بہت سے آدمی بھرتی کیے اور اس کا بیٹا غلام قادر جنرل نکلسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت تھا جبکہ افسر موصوف نے تریموگھاٹ پر نمبر 46 منٹو انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے تہ تیغ کیا۔ جنرل نکلسن صاحب بہادر نے غلام قادر کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا ہے کہ 1857ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندان سے زیادہ نمک حلال رہا۔'' (2)

عبدالقادر نے مرزا صاحب کے والد مرزا غلام مرتضٰی کے بارے میں مزید لکھا ہے ''جب پنجاب میں انگریزوں کا تسلط قائم ہوگیا (29، مارچ 1849ء) تو جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے آپ نے قدیم اصول کے ماتحت پوری طرح اس نئی حکومت کے ساتھ بھی تعاون کیا''۔ (3)

بھائی مرزا غلام قادر:

مرزا غلام احمد کے بھائی مرزا غلام قادر کے بارے میں ''سیرت نگار'' عبدالقادر نے لکھا ''مرزا غلام قادر

صاحب یہ حضرت اقدس کے بڑے بھائی تھے۔ انگریزی حکومت میں کئی معزز عہدوں پر مامور رہے۔ اپنے ضلع گورداسپور میں دفتر ضلع کے سپرنٹنڈنٹ بھی رہے ہیں۔‘‘(4)

بیٹا مرزا سلطان احمد:

’’سیرت طیبہ‘‘ میں ہے کہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت مختلف عہدوں پر فائز رہ کر ڈپٹی کمشنری اور بالآخر ریاست بہاولپور کے مشیر مال (ریونیو منسٹر) کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور پنشن پانے کے تھوڑے عرصہ بعد اپنے چھوٹے بھائی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے‘‘۔(5)

پوتا مرزا عزیز احمد:

سیرت طیبہ‘ میں ہے حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے جنھوں نے بچپن میں ہی اپنے جدامجد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ اے ڈی ایم کے عہدہ سے ریٹائر ہو کر پنشن پائی۔ اب مرکز سلسلہ میں ناظم اعلیٰ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔‘‘(6)

خود مرزا غلام احمد:

’’سیرۃ المہدی‘‘ کے حوالے سے عبدالقادر نے لکھا ہے کہ ضلع گورداسپور میں ایک انگریز افسر آیا تو مرزا صاحب کے والد نے جھنڈا سنگھ کے ذریعے مرزا صاحب کو نوکری دلانے کے لیے بلا بھیجا۔ وہ آئے تو والد کو جواب دیا میں نے تو جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔ بڑے مرزا صاحب کہنے لگے کیا واقعی نوکر ہو گئے ہو؟ مرزا صاحب نے کہا: ہاں ہو گیا ہوں۔ اس پر بڑے مرزا صاحب نے کہا: اچھا! نوکر ہو گئے ہو تو خیر(7)

شاید یہی نوکری تھی کہ انگریز حکومت نے انھیں ’’نبی‘‘ کے عہدے پر فائز کیا۔

لیکن آپ کو 1864ء کے قریب سیالکوٹ میں چند سال سرکاری ملازمت کرنی پڑی اور اس ملازمت کی وجہ سے آپ چار سال سیالکوٹ میں رہے۔(8)

سیرت نگار‘‘ نے کھل کر نہ اسی محکمہ کا نام لیا ہے نہ مرزا صاحب کے عہدے کا جہاں ’’نبوت‘‘ کے عہدے سے پہلے انھیں ’’ٹرائل‘‘ پر ملازم رکھا گیا تھا۔ لیکن کچھ معلومات یوں نقل کی ہیں۔

’’اس زمانہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے (اب اس عہدہ کا نام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہے)، کچہری کے ملازم منشیوں کے لیے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی، انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں، استاد مقرر ہوئے، مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں...... چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا، پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔‘‘(9)

یعنی مرزا صاحب انگریز کے در پردہ نوکر تھے۔ ظاہری طور پر چار سال کچہری کے ملازم منشی کے طور پر چاکری کی انگریزی بھی استاد سے پڑھی مختاری کا امتحان بھی دیا اور ماشاءاللہ فیل ہوئے۔

رگ و ریشہ میں شکر گزاری:

مرزا غلام احمد کی زبان شیطان ترجمان سے سنئے: ''باعث اس کے کہ گورنمنٹ انگریزی کے احسانات میرے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضٰی مرحوم کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال ہیں اس لیے نہ کسی تکلف سے بلکہ میرے رگ و ریشہ میں شکر گزاری اس معزز گورنمنٹ کی سمائی ہوئی ہے۔ میرے والد مرحوم کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ نہیں ہوسکتیں جو خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجالائے۔ سن ستاون کے مفسدہ (جنگ آزادی کے بارے میں کہا، محمود) میں جبکہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا، تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیے اور پھر ایک دفعہ چودہ سوار سے خدمت گزاری کی۔ اور انھی مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر لعزیز ہوگئے۔ چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی تھی۔ انھوں نے میرے بھائی کو صرف گورنمنٹ کی خدمت گزاری کے لیے بعض لڑائیوں پر بھیجا اور ہر ایک باب میں گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی۔ بعد اس کے اس عاجز کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بہ دل و جان مصروف رہا۔ اب میری حالت یہ ہے کہ ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اس لیے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اس طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے! خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔'' (10)

ممکن ہے مرزائی اس طویل تحریر کو ''قرآن کی شہادت'' قرار دیں کیونکہ یہ مرزا صاحب کی کتاب '''شہادۃ القرآن'' کی زبان ہے۔ انھوں نے جنگ آزادی 1857ء کو ''زمانۂ طوفان بدتمیزی اور غداری'' قرار دیا اور اپنے والد مرزا غلام مرتضٰی کے نام جے نکلسن، رابرٹ کسٹ کمشنر اور رابرٹ ایجرٹن فنانشل کمشنر پنجاب کے سرٹیفکیٹ بھی کتاب میں شائع کیے اور لکھا کہ ان دنوں میں مرزا سلطان احمد (فرزند مولف) کے لیے تحصیلداری کی خاص سفارش فنانشل کمشنر بہادر نے کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ''عالموں کی تلوار قلم ہے اور فقیروں کا ہتھیار دعا'' مولف نے ان ہتھیاروں کے ساتھ گورنمنٹ کی خیر خواہی و معاونت سے دریغ نہیں فرمایا۔ یہ بھی کہا کہ ''گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے''۔ (11)

آگے کے پانچ چھ صفحات بھی اسی شکر گزاری کے جذبات سے مملو ہیں۔

کشتی نوح کے پتوار کا پہلا سرا:

مرزا صاحب کی تصنیف ''کشتی نوح'' کے پہلے دو صفحے ''گورنمنٹ عالیہ انگریزی'' کی مداحی میں یوں رقم کیے

ہیں جس طرح اہل ایمان اپنے خالق و مالک کی تعریف سے آغاز کرتے ہیں۔(12)

مرزا صاحب کی ''وحی'' کی حقیقت:

مرزا صاحب اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں اپنے والد کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہمارے معاش کے اکثر وجوہ انھی کی زندگی سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریز کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے''۔(13)

یعنی مرزا صاحب اور ان کا سارا خاندان مرزا غلام مرتضٰی کی ''خدمات جلیلہ'' کے صلے میں انگریز حکومت سے ملنے والے مشاہرے اور انعامات پر پلتے تھے۔

مرزا صاحب کا ''اسلام'':

مرزا صاحب نے ''اسلام'' کے عنوان سے سیالکوٹ میں یکم نومبر 1904ء کو جو لیکچر دیا وہ ان الفاظ پر ختم ہوا تھا۔
''اخیر پر ہم اس گورنمنٹ انگریزی کا سچے دل سے شکر کرتے ہیں جس نے اپنی کشادہ دلی سے ہمیں مذہبی آزادی عطا فرمائی۔ یہ آزادی جس کی وجہ سے ہم نہایت ضروری دینی علوم لوگوں تک پہنچاتے ہیں یہ ایسی نعمت نہیں ہے جس کی وجہ سے معمولی طور پر ہم اس گورنمنٹ کا شکر کریں۔ بلکہ تہہ دل سے شکر کرنا چاہیے۔ ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ اس محسن گورنمنٹ کے سچے دل سے شکر گزار رہیں''۔(14)

سلطنت انگریزی تمام عیوب سے پاک ہے:

4 نومبر 1905ء کو انھوں نے لدھیانہ میں جو لیکچر دیا اس میں حکومت کے آگے اپنے جھکے ہوئے سر کو مزید جھکایا اور کہا ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی سلطنت اور حکومت میں پیدا کیا ہے جو ہر طرح سے امن دیتی ہے اور جس نے ہم کو اپنے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کے لیے پوری آزادی دی ہے (کیوں نہ دیتے کہ اس مذہب کا بٹیر بھی تو انھوں نے ہی آپ کے ہاتھ میں تھمایا۔ محمود) ہر قسم کے سامان اس مبارک عہد میں ہمیں میسر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہم ایک سلطنت کے نیچے ہیں جو ان تمام عیوب سے پاک ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ہماری تبلیغ ہر جگہ پہنچ جاوے اس لیے اس نے ہم کو اس سلطنت میں پیدا کیا''(15)

دنیا کی واحد امن بخش گورنمنٹ:

مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں اسے ''امن بخش گورنمنٹ'' قرار دیا اور کہا ''میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعتِ حق کر سکتے ہیں یہ خدمت ہم مکہ معظّمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے۔ ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں۔''(16)

احادیث میں انگریزی سلطنت کی تعریف:

تریاق القلوب میں انھوں نے کہا ''یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح حکم ہو کر آئے گا اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر

حاکم عام ہوگا جس کا ترجمہ ''انگریزی گورنر جنرل ہے'' سویہ گورنری اس زمین کی نہیں ہوگی بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح غربت اور خاکساری سے آوے۔ سوایسا ہی ظاہر ہوا تا کہ وہ باتیں پوری ہوں جو صحیح بخاری میں ہیں کہ '' لِیَضَعُ الْحَرْبَ'' یعنی وہ مذہبی جنگوں کو موقوف کر دے گا اور اس کا زمانہ صلح کاری کا ہوگا۔ جیسا کہ یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے زمانہ میں شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھلیں گے اور بھیڑیے اپنے حملوں سے باز آئیں گے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک ایسی سلطنت کے زیر سایہ پیدا ہوگا جس کا کام انصاف اور عدل گستری ہوگا۔ سوان حدیثوں سے صریح اور کھلے طور پر انگریزی سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے۔(17)

آگے چل کر دعویٰ کرتے ہیں کہ ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں''۔(18)

''تریاق القلوب'' کے آخر میں صفحہ نمبر 3 میں مرزا صاحب نے ''حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست'' میں اپنے والد مرزا غلام مرتضٰی کی انگریزوں کے لیے کی گئی جنگ آزادی 1857ء کے مجاہدین کے خلاف کارروائیاں گنوائیں اور لکھا کہ ''جنھوں نے (والد) نے بہت سی مصیبتوں کے بعد گورنمنٹ انگریزی کے عہد میں آرام پایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دل سے اس گورنمنٹ سے پیار کرتے تھے اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی۔ لیکن میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو؟ بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو انگریزی میں شائع کر رہا ہوں کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جانثار ہو جائیں اور اس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گزار نہ بنیں اور نمک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے۔''(19)

دانا، دوراندیش اور مدبر گورنمنٹ:

کتاب ''آریہ دھرم'' میں بھی کئی مقام پر انگریز کی تعریف وثنا میں رطب اللسان دکھائی دیتے ہیں۔ ہماری مدبر گورنمنٹ کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''ناظرین جانتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کس قدر دانا اور دوراندیش اور اپنے تمام کاموں میں بااختیار ہے اور کیسی کیسی عمدہ تدابیر اور رفاہ عام کے لیے اس کے ہاتھ سے نکلتی ہیں۔''(20)

انگریز حکومت کی اطاعت واجب ہے:

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ حصہ چہارم میں لکھا ''اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھاوے اس کے ظل حمایت میں بہ امن وآسائش رہ کر اپنا رزق مقسوم کھاوے اس کے انعامات متواترہ سے پرورش پاوے پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اس کے سلوک اور مروت کا ایک ذرہ شکر بجالاوے، بلکہ ہم کو ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور منعم کا شکر بجالاویں اور جب کبھی ہم کو موقع ملے تو ایسی گورنمنٹ سے

بدل صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور بہ طیب خاطر معروف اور واجب تلوار پر اطاعت اٹھاویں۔‘‘(21)

مکہ مدینہ یا قسطنطنیہ والے درندوں کے بطور ہیں:

براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ایک جگہ لکھا’’ میرے بیان میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہوگا جو گورنمنٹ انگریزی کے برخلاف ہواور ہم اس گورنمنٹ کے شکر گزر ہیں کیونکہ ہم نے اس سے امن اور آرام پایا ہے۔(22)

معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے والد، بھائی، بیٹا پوتا اور وہ خود انگریز حکومت کے وظیفہ خوار تھے۔اس لیے ان کے نزدیک یہ تمام عیوب سے پاک تھی، دنیا کی واحد امن بخش حکومت تھی۔ان کے نزدیک احادیث میں بھی اسی حکومت کی تعریف ہے۔ وہ اس حکومت کی اطاعت کو واجب قرار دیتے ہیں اور اگر چہ پچاس الماریوں والی ’’بانگی‘‘ ان کے دیگر تمام جھوٹوں کی طرح بہت بڑا جھوٹ ہے لیکن بہرحال انھوں نے قریباً اپنی ہر تحریر میں اس گورنمنٹ کی مدح وثناء کی ہے۔مرزا صاحب مکہ، مدینہ اور قسطنطنیہ والوں کو اپنے لیے درندے تصور کرتے ہیں۔شاید اسی لیے پاکستان میں اپنے کفر کا اعلان ہونے کے بعد قادیانی خلیفے اپنے نبی صاحب کے موجد ومخترع ملک انگلستان میں جا بسے ہیں۔

حواشی اور حوالہ جات

(1) عبدالقادر (سابق سوداگرمل) حیات طیبہ۔عبداللطیف شاہد گجراتی پرنٹر پبلشر مسجد احمدیہ، بیرون دہلی دروازہ لاہور۔مطبع اردو پریس لاہور ایڈیشن اول۔1959ء ص7 (میرے پاس ایڈیشن دوم ہے جس پر عبدالقادر نے 4 مارچ 1960 کو پیش لفظ لکھا) (2) حیات طیبہ ص9 (بحوالہ ’’تذکرہ رؤسائے پنجاب‘‘ جلد دوم ص67-68) (3) ایضاً۔ص10 (4) ایضاً ص12 (5) ایضاً ص16 (6) ایضاً ص:16۔(7) ایضاً 24 (بحوالہ سیرۃ المہدی حصہ اول۔طبع اول۔ص48) (8) ایضاً۔ص25 (9) ایضاً ص30-32 (10) مرزا غلام احمد قادیانی ’’سلطان القلم‘‘ شہادۃ القرآن۔نظارت اصلاح وارشاد ربوہ۔1968۔ص الف تاد (پہلی بار سات سو کی تعداد میں پنجاب پریس، سیالکوٹ میں چھپی تھی۔(11) شہادۃ القرآن۔ص ذ تا غ (12) مرزا غلام احمد قادیانی ’’سلطان القلم‘‘ کشتی نوح نظارت اصلاح وارشاد ربوہ س ن۔ص 3-4-7۔۔۔(13) مرزا غلام احمد حقیقۃ الوحی۔احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔1952۔ ص210۔(14) اسلام (مرزا غلام احمد قادیانی کا لیکچر سیالکوٹ) الشرکۃ الاسلامیہ لمٹیڈ ربوہ، س ن۔ص68 (15) لیکچر لدھیانہ، الشرکۃ الاسلامیہ لمٹیڈ ربوہ س ن، ص33-34 (بنیادی طور پر مرزا صاحب کا یہ لیکچر ’’بدر‘‘ کی 20 دسمبر 1906 کی اشاعت میں چھپا)

(16) مرزا غلام احمد، ازالہ اوہام حصہ اول مطبع ریاض ہند، باراول 1308ھ (میرے ذخیرہ کتب میں جو نسخہ ہے اس کے گتے پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، بطور ناشر درج ہے) (17) مرزا قادیانی تریاق القلوب، ضیاء الاسلام پریس قادیان، ص15 (مرزا صاحب نے کتاب کے آخر میں اپنے نام کے ساتھ 4 نومبر 1900ء کی تاریخ لکھی ہے) (18) ایضاً ص25 (19) ایضاً ص307

(20) مرزا غلام احمد، آریہ دھرم مینجر بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان۔دسمبر 1936ء ص62 (21) مرزا غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ (حصہ چہارم) حضرت مرزا غلام احمد فاؤنڈیشن لاہور، طبع چہارم، 1906ص (183 پہلی بار کتاب سفیر ہند پریس، امرتسر میں 1880ء میں چھپی کتاب کا پورا نام ’’البراہین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ‘‘ ہے) (22) مرزا غلام احمد قادیانی براہین احمدیہ حصہ پنجم، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، س ن، ص215

سید عزیز الرحمٰن

روشن چہرے، اجلے لوگ، ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی

علم وفضل کی دنیا کا ایک اور لائٹ ٹاور ہمیشہ کے لیے بجھ گیا، تحقیق کی دنیا مزید سونی ہوگئی، کردار کی جیتی جاگتی تعبیر استعاروں اور تلمیحات کے سمندر میں کھوگئی۔ سیرت کا خادم، قلم کا مجاہد اور تہذیب کا ایک اور محافظ رخصت ہوگیا۔ کاغذات کے مطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۴۴ء کو اتر پردیش میں پیدا ہونے والے ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی ۱۵ ستمبر ۲۰۲۰ء کو علی گڑھ میں رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

روح کی گہرائیوں میں اترا ہوا تعلق جب کسی ڈور کے ٹوٹ جانے سے اچانک منقطع ہو جائے تو چمکتے سورج کے نیچے کھڑے شخص کو بھی چہار جانب اندھیرے کے سوا کچھ بھائی نہیں دیتا۔ وہی نازک لمحہ ہوتا ہے، جب بولتی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں اور لکھتے ہوئے ہاتھ شل محسوس ہونے لگتے ہیں۔ اور جب لکھنے والوں کو کوئی جملہ ہی سجھائی نہ دے تو روح کے گھاؤ کا اندازہ ہو جاتا ہے، ایسے میں اگر زبردستی قلم تھام بھی لیا جائے تو قلم سے لفظوں کی جگہ یادوں کی نسبت سے سجے سجائے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے انتقال کے آج آٹھویں روز بھی ایسی ہی کیفیت ہے۔ ذہن ایسا کہ خالی سلیٹ کی مانند اور قلم ایسا خشک کہ صحرا کی تشنہ کامی کو مات کر دے۔

تصور میں اگر کسی شخصیت کا علمی رعب اور دل موہ لینے والی مسکراہٹ اکٹھی آجائے تو ایک ہی صورت بنتی ہے۔ ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی، ورنہ کبھی علم کا رعب انسان کے اعصاب پر طاری ہو جاتا ہے تو کہیں قہقہوں کا شور شخصیت کا وزن کم کر دیتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے ندوۃ العلماء سے ۱۹۵۹ء میں عالم اور ۱۹۶۰ء میں لکھنو یونیورسٹی سے فاضل ادب کی سند حاصل کی۔ اس سے قبل جامعہ ملیہ دہلی سے بھی بہ طور طالب علم وابستہ رہے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے ۱۹۶۹ء میں ایم فل مکمل کیا اور ۱۹۷۰ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے استاد کی حیثیت سے منسلک ہوگئے۔ ادارے کے شعبہ تدریس سے وابستہ ہوگئے۔

۱۹۷۵ء میں آپ کی پی ایچ ڈی کی تکمیل ہوئی ۱۹۸۳ء میں شعبہ علوم اسلامیہ میں ریڈر ایسوسی ایٹ اور ۱۹۹۱ء میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ مسلم علی گڑھ یونیورسٹی میں ڈائریکٹر شعبہ علوم اسلامیہ کی ذمے داریاں انجام دیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کو یونیورسٹی کے ذیلی ادارے ''شاہ ولی اللہ ریسرچ سیل'' کا سربراہ بنا دیا گیا۔ آپ کو شاہ ولی اللہ ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

ڈاکٹر صاحب نے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور مولانا اسحاق سندیلوی، مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، صاحب مصباح اللغات اور مولانا رابع حسنی ندوی، جیسے جلیل القدر اساتذہ سے کسبِ فیض کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے تاریخ سے اپنے قلمی سفر کا آغاز کیا، مگر پھر اپنے والد محترم کی تشویق سے سیرت نگاری کی جانب متوجہ ہوئے اور پھر وہی آپ کی اصل پہچان بنی۔ آپ کی عربی، اردو اور انگریزی زبان میں متعدد کتب شائع ہوئیں اور مختلف موضوعات پر جن میں

سیرت طیبہ سب سے نمایاں ہے، آپ کے پانچ سو کے قریب مقالات مختلف جرائد میں شائع ہوئے۔ آپ کے مضامین پاک و ہند کے سب ہی اہم مجلّات کی زینت بنتے رہے، مگر خاص طور پر ہندوستان میں معارف اور تحقیقات اسلامی، اور پاکستان میں مختلف جامعات کے مجلّات کے ساتھ ساتھ ششماہی السیرہ عالمی میں تسلسل سے شائع ہوتے رہے۔ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر آپ کی تیس سے زائد مستقل تصانیف میں مصادرِ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، تاریخ تہذیب اسلامی، عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تنظیم ریاست وحکومت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین، ایک سماجی مطالعہ، عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تمدّن، مکی اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، معاش نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، قریش وثقیف تعلقات شامل ہیں۔ آپ کے خطبات نے بھی شہرت حاصل کی۔ اس سلسلے کی دو کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب سے پہلا تعارف ایک اور بزرگ ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفیؒ کے ذریعے ہوا۔ انہوں نے فرمائش کر کے ڈاکٹر صاحب کے کچھ مطبوعہ مقالات منگوائے تھے، تاکہ ان کی اشاعت کی کوئی صورت کی جاسکے۔ یہ مقالات عکسی نقول کی صورت میں تین چار جلدوں میں تھے اور موضوعاتی اعتبار سے مرتب شدہ تھے۔ کشفی صاحب نے کراچی کے اس وقت کے ایک بڑے ناشر کو اشاعت کے حوالے کردیے، مگر پھر ناشر صاحب کی ترجیحات میں خاصا انقلاب آیا، یوں وہ مرتب شدہ مسوات بھی ہاتھ سے جاتے رہے، مگر اس دوران راقم کو انہیں دیکھنے کا اتفاق ہوا، اور انہیں پڑھنے کا موقع ملا، یہ اس حوالے سے ڈاکٹر صاحب سے پہلا ذہنی رابطہ تھا۔ پھر اسی عرصے میں ان کی کتاب غزوات نبوی کی اقتصادی جہات انڈیا سے شائع ہوئی اور ہم تک پہنچ گئی۔ اس نے تو صاحب تحریر کے علم کا اسیر کردیا، وہ دن ہے اور آج کا دن ڈاکٹر صاحب کے سحر سے راقم باہر نہیں آسکا۔ پندرہ اٹھارہ برس قبل ڈاکٹر صاحب کی ایک کتاب مکی اسوۂ نبوی شائع ہوئی۔ وہ خاصے کی چیز تھی، ڈاکٹر صاحب سے باوجود کہ کوئی رسم وراہ نہیں تھی مگر صرف خط وکتابت کے ذریعے آپ نے نہ صرف اس کا ایک نسخہ دستخط کے ساتھ عطا فرمایا بل کہ اس کی پاکستان میں اشاعت کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ اور ہم نے ''القلم'' کے تحت اس کی اشاعت کی۔ بعد میں ایک موقر ادارے سے اس کا ایک غیر اجازتی ایڈیشن بھی شائع ہوا۔ اور مسلسل شائع ہورہا ہے۔

مگر ڈاکٹر صاحب کی زیارت، پھر ملاقات، پھر گپ شپ اور پھر قربت ۲۰۱۱ء کے بعد ہی ہوسکی۔ ۲۰۱۱ء میں ہمارے ایک اور مخدوم مرحوم ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری ڈائریکٹر جنرل ادارہ تحقیقات اسلامی نے اپنے ادارے کے شعبے سیرت سینٹر کو فعال کرنے کا عزم کیا، اس سلسلے میں کئی نشستوں کے بعد ایک بین الاقوامی کانفرنس کا خاکہ تیار ہوا، اور بالآخر کانفرنس ۲۰۱۱ میں منعقد ہوئی، راقم ۲۰۰۹ء میں ریجنل دعوۃ سینٹر کراچی میں ملازمت کے ذریعے باضابطہ طور پر بھی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی سے منسلک ہوچکا تھا، کانفرنس سے کوئی دو ہفتے قبل ڈاکٹر انصاری صاحب کا فون پر حکم ہوا کہ میں کانفرنس سے چند از قبل اسلام آباد آجاوں۔ اب دیکھیے بڑوں کے کام لینے کا طریقہ، یا ترتیب کا سلیقہ، میری وہاں موجودگی سے کانفرنس کو یا اس کے منتظمین کو تو کیا فائدہ ہوتا، جو سیکھا میں نے ہی سیکھا، اگرچہ کیا سیکھا؟ کچھ بھی نہیں، کاش اس مہلت کی قدر کر لیتے، کچھ سیکھ ہی لیتے، خیر، ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ذرا

پہلے تشریف لے آئیں، تاکہ مشاورت ہو سکے، میں نے اس وقت کے ڈائریکٹر جنرل دعوۃ اکیڈمی اور اپنے ایک اور کرم فرما ڈاکٹر صاحب زادہ ساجد الرحمٰن سے عرض کیا کہ یہ حکم ہوا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ حکم ہوا ہے تو تعمیل کیجیے، میں نے انصاری صاحب کے دفتر سے رابطہ کر کے اپنی سیٹ کا انتظام کیا اور اسلام آباد آ گیا، کانفرنس سے ایک دو روز قبل ہی بیرونی دنیا سے وفود آنا شروع ہو گئے، کانفرنس کا عنوان تھا ''سیرت نگاری کے جدید رجحانات''۔ سب سے بڑا وفد انڈیا کا تھا، جو کوئی نو افراد پر مشتمل تھا، جو نام یاد آ رہے ہیں، ان میں ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی، ڈاکٹر عبدالرحیم قدوائی، ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی، وارث مظہری، غطریف شہباز ندوی، ڈاکٹر عبداللہ فہد فلاحی اور ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی شامل ہیں مگر ان سب کے سرخیل، یا وفد کی روح رواں ہمارے محترم ڈاکٹر صاحب ہی تھے۔ سب ہی سے ان دیکھی واقفیت یا قدرے تعارف تھا، مگر سچی بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ اشتیاق ڈاکٹر صاحب سے ملنے کا ہی تھا، مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جس روز رات کو کسی وقت یہ لوگ پہنچے اگلے روز صبح سے ہم نے انتظار شروع کر دیا، ان تمام مہمانوں کو فیصل مسجد کے پہلو میں آئی آر ڈی گیسٹ ہاوس میں ٹھہرایا گیا تھا، جب کہ میں دوسرے پاکستانی مہمانوں کے ساتھ باہر کسی جگہ مقیم تھا۔ ہم انصاری صاحب کے دفتر میں تھے کہ مہمانوں کی آمد کی اطلاع ہوئی، آئی آر ڈی کے اس وقت کے نوجوان اور متحرک کارپردازوں میں چند نام یاد آ رہے ہیں، برادرم علی طارق، ڈاکٹر محمد اکرم اور مفتی محمد عثمان، متین احمد شاہ، چند اور بھی تھے، مگر اب یاد نہیں، ان ہی میں سے شاید کسی نے مہمانوں کی آمد کی ڈاکٹر انصاری کو اطلاع کی۔ اور اس اثنا میں یہ تمام حضرات، زیادہ تر شیروانی میں ملبوس دفتر میں داخل ہو گئے، اور چند رسمی جملوں کے تبادلے کے بعد جو قہقہوں کا سلسلہ شروع ہوا تو ہفتے بھر جاری رہا، ہم بھی ملے، نام بتایا تو خاص طور پر ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی اور ڈاکٹر رضی الاسلام ندوی بہت تپاک سے ملے، جس کا سبب یہ تھا کہ دونوں ہی خاص طور پر ہمارے مجلّے ششماہی السیرہ عالمی سے بھرپور تعارف رکھتے تھے، رضی الاسلام ندوی تحقیقات اسلامی کے مدیر تھے، وہ مجلّہ السیرہ کے تبادلے میں ہمیں پابندی سے موصول ہوتا تھا، چائے کا دور چلا، اب یہ یاد نہیں کیا باتیں ہوئیں، یا تاثر البتہ نہایت پختہ ہے کہ سب سے زیادہ بشاشیت، تبسم، اپنائیت، اور لطائف ڈاکٹر صاحب سے ہی صادر ہو رہے تھے، لطیفوں کے بارے میں ان کا مسلک بھی یہی تھا کہ کوئی لطیفہ برا نہیں ہوتا، یہی سبب ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے مجلسی لطائف بھی کسی طور پر نہ کم تھے نہ کم زور۔ چند لمحے یا چند ساعتیں ہمیں ان کے ساتھ منسلک ہونے میں ضرور لگیں، مگر پھر جو بے تکلفی رشتہ قائم ہوا تو اجنبیت تو کیا تکلف کی ہلکا شائبہ بھی درمیان میں نہ آ سکا۔

ہم نے اپنے ادارے دار العلم والتحقیق میں ڈاکٹر صاحب کے متعدد محاضرات منعقد کرائے۔ ان میں خاص طور پر مولانا سید زوار حسین یادگاری خطبات بھی شامل ہیں۔ اس سلسلے کے انہوں نے سات خطبات ارشاد فرمائے، جن میں ایک خطبہ مسلسل تین روز جاری رہا۔ یہ تمام خطبات جلد خطبات کراچی کی سیریز کے تحت شائع ہوں گے، ان شاء اللہ۔ ریجنل دعوۃ سینٹر کراچی میں بھی آپ کے متعدد لیکچر ہوئے، اس طرح ڈاکٹر صاحب نے اپنی گفتگوؤں کے ذریعے یہاں پاکستان میں بھی اپنے معتقدین کا حلقہ پیدا کیا، جو آج بھی ان کی خدمات سے استفادہ کر رہا ہے۔

آپ کی ذہنی بیداری اور برجستگی صرف علمی معاملات تک محدود نہیں تھی، بلکہ مزاح، اور لطائف کے مواقع پر بھی

آپ اتنی ہی برجستگی کا مظاہرہ کرتے۔ اگر آپ کے بیان کردہ لطائف ہی نوٹ کر لیے جاتے تو ایک دفتر تیار ہو سکتا تھا۔ ایک بار فرمانے لگے کہ ہمارے استاد مولانا عبدالحفیظ بلیاوی صاحب مصباح اللغات نے فرمایا کہ مولوی یاسین جب کسی دعوت پر جاتا ہوں تو مجھے دکھ ہوتا ہے، میں نے پوچھا کیوں حضرت، کیا کھایا نہیں جاتا، بولے نہیں، کھاتا تو خوب ہوں، بل کہ معمول سے زیادہ کھالیتا ہوں افسوس تو اس پر ہوتا ہے، جو بچ جاتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی اہم کتب:

آپ نہایت سادہ مگر نہایت منظّم زندگی بسر کرنے کے عادی، حد درجے ملنسار، خورنواز، علم دوست، شفیق اور نہایت سیال قلم کے مالک تھے۔ آپ کے قلم سے نکلے ہزاروں صفحات تا دیر آپ کی یاد کی لو کو تیز اور طلبائے علم کو مستفید کرتے رہیں گے۔ آپ کی چند اہم اور سیرت طیبہ کے ہر طالب علم کے لیے واجبِ مطالعہ کتب کی ایک مختصر فہرست درج ذیل ہے۔

(۱) غزوات نبوی کی اقتصادی جہات (۲) عہد نبوی میں تنظیم ریاست وحکومت
(۳) مصادر سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (دو جلدیں) (۴) تاریخ تہذیب اسلامی (چار جلدیں)
(۵) عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تنظیم ریاست وحکومت
(۶) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین، ایک سماجی مطالعہ
(۷) عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تمدّن (۸) مکی اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
(۹) معاش نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (۱۰) قریش وثقیف تعلقات
(۱۱) خطبات سیرت (۱۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں
(۱۳) مکی عہد نبوی میں اسلامی احکام کا ارتقاء (۱۴) سنتوں کا تنوع
(۱۵) وحی حدیث

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے، ان کے زندگی بھر کے ممدوح ومحبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت خاصہ نصیب فرمائے اور ہمیں آپ کے نشانات قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

حکیم حافظ محمد قاسم

حضرت پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری کا سانحۂ ارتحال!

پیر جی عبدالحفیظ نور اللہ مرقدہ ہمیں اس فانی دنیا میں چھوڑ کر عقبی کو روانہ ہو گئے حضرت پیر جی عبدالحفیظ نور اللہ مرقدہ کو فجر کی نماز کے لیے جاتے ہوئے دل کا شدید دورہ پڑا تب ساہیوال جاتے ہوئے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

حضرت پیر جی عبدالحفیظ نور اللہ مرقدہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ حضرت حافظ صالح محمد کے پوتے اور پیر جی عبداللطیف (خلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری) کے سب سے چھوٹے بیٹے اور پیر جی عبدالعزیز رائے پوری، (چک گیارہ والے، خلیفہ مجاز حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری) کے بھتیجے تھے۔ حضرت پیر جی عبدالحفیظ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی پیر جی عبداللطیف، تایا جی پیر جی عبدالعزیز، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے فرزند ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاالمھیمن بخاری اور شیخ الحدیث مولانا محمد نذیر فاضل مدینہ یونیورسٹی سے مدرسہ تجوید القرآن المعروف پیر جی کے درس میں حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف جامعہ قاسم العلوم ملتان سے ۱۹۷۶ء میں کیا۔ اس دوران حدیث شریف کی کچھ کتابیں مولانا مفتی محمود سے بھی پڑھیں۔ تعلیمی مدارج طے کرنے کے بعد درس پیر جی میں ہی سلسلہ تدریس شروع کر دیا انہی دنوں شہید مظلوم مولانا محمد اعظم طارق شہید، مولانا عالم طارق، میرے برادر کبیر مولانا محمد احمد حافظ مدیر ماہنامہ وفاق المدارس سمیت علاقے کے طلباء کے جم غفیر نے حضرت پیر جی عبدالحفیظ نور اللہ مرقدہ سے ابتدائی درجات میں تعلیم حاصل کی۔

پیر جی عبدالحفیظ صاحب حضرت بڑے پیر جی عبدالعزیز کے انتقال کے بعد ان کے خلیفہ اور خانقاہ عزیزیہ چک نمبر 11 کے صاحبِ سجادہ مقرر ہوئے۔ حضرت پیر جی عبدالحفیظ نور اللہ مرقدہ کو اپنے والد گرامی پیر جی عبداللطیف، پیر جی عبدالعزیز، مولانا محمد ابرہیم میانچوں، حضرت سید انور حسین نفیس الحسینی، قاری محمد اسحاق فیصل آباد والوں سے چاروں سلسلوں میں خلافت حاصل ہوئی۔ آپ نے گاؤں میں خانقاہ عزیزیہ میں درجہ حفظ اور ابتدائی درس نظامی کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔

آپ تمام مسالک کے علماء سے محبت کرتے تھے اور ہر دینی پروگرام اور دینی مدارس کی سرپرستی فرماتے تھے۔ طبیعت میں خاموشی کا عنصر غالب تھا۔ ہر مرید کی اصلاح کے لیے فکر مند رہتے تھے۔ ابتدا میں گاؤں میں ایک ہی مسجد تھی بعد ازاں گاؤں میں چار مساجد کی تعمیر کروائی۔ توکل علی اللہ پر مضبوطی سے قائم تھے، کبھی کسی کو چندہ کی اپیل نہیں کی، بلکہ ہمیشہ یہی کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، وہی اس کی تعمیر کروائے گا۔ بقول حضرت پیر جی کے نواسے بھائی عبدالقادر ایک شخص کے نظریاتی انحراف اور عقائد بدلنے پر اس کو سمجھایا، جب مادہ اصلاح نہ پایا تو قطع تعلق اختیار

کرلیا۔ ایک بار اس نے ایک لاکھ روپے مدرسے کے لیے دیے، لیکن حضرت پیر جی سے ملاقات کا وقت بھی مانگا، حضرت پیر جی نے یہ خطیر رقم لینے سے انکار کر دیا اور اپنے اصول پر قائم رہے۔

حضرت پیر جی عبدالحفیظ نور اللہ مرقدہ کی کوئی نماز قضاء نہ ہوتی تھی۔ سفر ہو یا حضر روزانہ رات دو بجے تہجد کے لیے بیدار ہو جاتے اور نمازِ فجر کے لیے جاتے ہوئے اردگرد کے گھروں کا دروازے کھٹکھٹاتے جاتے کہ نماز کے لیے بیدار ہو جاؤ۔ جس دن انتقال ہوا ہوا اس دن بھی اسی ترتیب سے جا رہے تھے کہ راستے میں دل کا شدید دورہ پڑا اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے مہربانِ حقیقی کی رحمت کی طرف سفر کر گئے۔ انتقال کی خبر سن کر لوگ جوق در جوق درس پیر جی پہنچنے لگے۔ نمازِ جنازہ مغرب کی نماز کے بعد رائے علی نواز سٹیڈیم میں طے پایا۔ نمازِ جنازہ میں معروف علماء کرام مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی انور اوکاڑوی، مولانا ظفر احمد قاسم، قاری محمد طیب حنفی، شیخ الحدیث مولانا محمد نذیر، مولانا محمد ریاض، مفتی مظہر اسعدی، مولانا اجمل نعمانی، جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور شہر بھر کی دینی سیاسی سماجی شخصیات کے علاوہ ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ نمازِ جنازہ حضرت پیر جی عبدالجلیل رائے پوری نے پڑھایا اور تدفین کے لیے آبائی گاؤں چک نمبر 11 میں لے جایا گیا۔

مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی میں حضرت پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری کی زیر سرپرستی اور عبداللطیف خالد چیمہ کی زیر صدارت حضرت پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری کی یاد میں تعزیتی ریفرنس منعقد ہوا، جس کے مہمانانِ خصوصی قاری شبیر احمد اور حافظ عبدالقادر (خانقاہ عزیزیہ) تھے۔ تعزیتی ریفرنس میں ممتاز سیاسی وسماجی رہنما شیخ عبدالغنی، پیر جی عزیز الرحمٰن، پیر جی حبیب الرحمٰن، پروفیسر محمد افضل طیار، مولانا منظور احمد، قاری محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ چیمہ، حافظ حفیظ اللہ گجر، حکیم حافظ محمد قاسم، قاضی عبدالقدیر، حافظ محمد مغیرہ، حافظ محمد بن قاسم، حافظ عبدالحمید معاویہ، اور دیگر نے شرکت وخطاب کیا۔ مقررین نے حضرت پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری کی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے ساتھ ساتھ علامہ خادم حسین رضوی اور دار العلوم ختم نبوت کے مدرس قاری محمد سعید کے لیے بھی دعائے مغفرت و بلندئ درجات کی۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ اہلِ حق نے ہمیشہ دین کی سربلندی کے لیے کام کیا اور عزیمت کا راستہ اختیار کیا، انہوں نے کہا کہ خانقاہ ہی بزرگوں نے دلوں پر محنت کی اور اللہ نے دل موڑ دیئے، انہوں نے کہا کہ خانقاہوں نے ایسے رجال کار تیار کیے، جنہوں نے اللہ کی توحید کا ڈنکا بجایا اور ختم نبوت کے ترانے گائے، اسوۂ صحابہ کرام پر مر مٹنے والے یہی مردانِ حق ہیں۔ شیخ عبدالغنی نے کہا کہ رائے پوری حضرات نے سلوک وتصوف کے ذریعے بڑی خدمات انجام دی ہیں، پیر جی عزیز الرحمٰن نے کہا کہ اصل کام یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندے مخلوق کو خالق کا بندہ بنا دیں، پروفیسر محمد افضل طیار نے کہا کہ مسلک کی بجائے دین کی بنیاد پر محنت کی ضرورت ہے، تعزیتی ریفرنس پیر جی حبیب الرحمٰن، قاری شبیر احمد اور حافظ عبدالقادر رائے پوری کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

مفکر احرار چوہدری افضل حق رحمہ اللہ　　(آٹھویں قسط)

تاریخ احرار

الگ آغاز سفر جولائی ۱۹۳۱ء:

تم نے آخر پنڈت جواہر لال لعل کی زبانی ''میری کہانی'' میں احرار کے متعلق سچ سن لیا کہ یہ لوگ زیادہ تر نچلے اور اوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ فی زمانہ نچلے طبقے سے تعلق رکھنا کتنی ذلت کی بات ہے۔ لیکن ہم کسی حال میں احرار کی ذات کو اس ذلت سے نہیں بچا سکتے۔ پھول کے ساتھ کانٹا ضرور ہوگا۔ احرار کا یہ گروہ زمانے اور حالات سے بغاوت کرنے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر ہماری بغاوت کامیاب ہوگئی تو جن کی آنکھوں میں آج خار کی طرح کھٹکتے ہیں۔ پھول کی طرح ان کی دستار کی زینت بنیں گے۔ لیکن ہم انتظار اور آرزو میں آہیں بھر کر زندگی کے دن پورے کرنے نہیں آئے۔ ہم میں سے سب سے بااثر دوستوں نے برملا سٹیج پر کہا کہ احرار غریبوں کی جماعت ہے۔ ایک تو اس لیے کہ مجلس احرار کی حقیقت یہی ہے دوسرے یہ آواز غریبوں کی طرف سے سرمایہ داری کے خلاف اعلان جنگ تھا۔ میں ڈرتا تھا کہ برملا ایسا کہنا مصیبتوں کو دعوت دینا ہے ایسا نہ ہو کہ جوشِ خطابت میں ہم اپنی کہی بات کے حقیقی مفہوم کو نہ سمجھیں اور جب اس کا دردناک نتیجہ بھگتنے کا وقت آئے تو گھبرا جائیں۔ غریب ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو اکثر دنیا میں امن نہیں ملا۔ لیکن میری ہزار احتیاطوں کے باوجود شیروں نے روباہ مزاجی اختیار کرنے سے انکار کردیا اور برابر غریب جماعت کے ادنیٰ فرد ہونے کا اعلان کرتے رہے۔

آسمان نے کہا کہ تم سچ مچ اس دعوے پر قائم ہو تو آؤ میدانِ امتحان میں اترو۔ کشمیر کے مسلمانوں کی دردناک پکار کیا تم نے سنی؟ اور کیا ان کی آشفتہ حالی کا جائزہ لیا؟ مصر کے فراعنہ کی تاریخ موجودہ ریاستی مزاج میں دہرائی جارہی ہے خطۂ جنت نشان میں مسلمان بنی اسرائیل کی سی ذلت اور مصیبت کی زندگی بسر کررہا ہے۔ بے شک کچھ دھیمی سی آوازیں سنی گئیں۔ مدد کے لیے کچھ آہستہ سی پکار کانوں تک پہنچی۔ احرار کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ہوا۔ مگر اس کام (کی قیادت) کا بیڑا کون اٹھائے۔ اب تک تو ہم سپاہی تھے۔ اچانک فوج کی کمان سنبھالنے کے لیے جو حوصلہ درکار ہوتا ہے شاید اس کی کمی کے باعث کمرِ ہمت باندھ کر چل دینے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں ابھی جیلوں سے نکل کر آئے تھے طبیعت میں تھکن تھی۔ گھروں کا حال میر مرحوم کے روایتی گھر کا سا تھا۔ ایسے وقت میں کون انسان ہے جو پریشان نہ ہو۔ ورکنگ کمیٹی کیا تھی، ہر ممبر تذبذب کی جیتی جاگتی تصویر تھا۔ ہم میں خواجہ غلام محمد کم عمر من چلا ممبر تھا۔ وہ ہر وقت سانپوں سے کھیلنے اور آگ میں خود کودنے پر آمادہ رہتا تھا۔ کہا گھنگور گھٹا کا پہلا قطرہ بننے پر میں آمادہ ہوں۔ جی نہ چاہا کہ ایک عزیز از جان نوجوان کے کندھے پر بوجھ ڈال کر خود سبکدوش ہونے کی سعی کی جائے۔ مناسب سمجھا کر چندے اور تیل دیکھیں تیل کی دھار دیکھیں۔ پھر مل کر حالات کا جائزہ لیں شاید کوئی صورت سمجھ میں آجائے۔

پامال روشوں پر انسان بے کھٹک چل نکلتا ہے...... جانے بوجھے ہوئے راستوں پر چلنا سب کے لیے آسان ہے مگر جو راہ کبھی دیکھی نہ ہو اس سے سب کو جھجک آتی ہے۔ کہ کیا جانے پہلے ہی قدم پر کیا قیامت چھپی ہو؟ ہر گھاس

میں ناگ اور جھاڑی کے پیچھے شیر کا گمان گزرتا ہے۔ انگریزی حکومت کے خلاف صف آرا ہونا آزمائے میدان میں اترنا تھا، ریاستی دنیا ایک پوشیدہ جہان تھا۔ اندھیرے میں چھلانگ لگانا جان پر کھیل جانا ہے۔ کیا جانے کہاں قدم پڑے، کس گڑھے میں گرے؟ اہل خطہ کی دھیمی آوازیں خاموش ہوگئیں اور ہم سب کی آنکھیں پھر آزادیِ وطن کے مسئلے کی طرف منعطف ہوگئیں۔

ہم مہاتماجی اور کانگرس کی لندنی راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے خلاف تھے اور چاہتے تھے کہ کانگریس کا جنگی ذہن اور انقلابی شعور جوں کا توں قائم رہے اور کہیں یہ جماعت بھی پھسل کر تعاون کی دلدل میں نہ پھنس جائے۔ کیونکہ انگریزی حکومت سے ٹکرانے کا ایک ذوق سا طبیعت میں پیدا ہو چکا تھا، اس لیے گاندھی جی کو اپنے تعاون کا یقین دلانے کے لیے سید عطاء اللہ شاہ اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ممبئی گئے لیکن مہاتماجی کی روح لندن کے متعارف کوچوں کی دوبارہ سیر کے لیے بے تاب تھی۔ چھوٹا بھائی بڑے بھیا کو کھل کر مشورہ نہیں دے سکتا۔ گوروکوکون کہے کہ بوڑھے بابا کرم کرو، انگریزی عنکبوت کے تاروں میں مکھی بن کر نہ پھنسو۔ مہاتماجی نے ہماری کراچی میں نہ سنی وہ بمبئی میں کیا سنتے۔ بڑوں کی باتیں بڑی ہوتی ہیں، مہاتماجی کی مصلحتیں یا وہ جانیں یا ان کے گہرے یار سمجھیں ہم تم کون ہیں جو آفتاب کو چراغ دکھائیں؟

کشمیر شورِ قیامت:

اس دوران میں کشمیر پھر دیوارِ گریہ بن گیا۔ سری نگر نے خون شہدا کے باعث کربلا کی سی صورت پیش کی۔ مولانا مظہر علی کچھ تاریخ کربلا کی رعایت سے بے تاب ہوئے اور اقدام کی سوچنے لگے۔ ابھی ہماری سست فکری کسی منزل پر نہ پہنچی تھی کہ کچھ عافیت کوش مسلمان شملے کی بلندیوں سے بادل کی طرح گرجے اور حکومت کشمیر پر بجلی بن کر گرنے کی دھمکیاں دینا شروع کیں اور ایک درخواست بھیج کر تحقیقاتی کمیشن کی اجازت چاہی۔ ریاستی حکومت جانتی تھی کہ یہ گرجنے والے برسیں گے نہیں اس لیے درخواست پر نامنظور لکھ بھیجا۔ بہت اچھلے بہت کودے مگر کچھ دیر بعد تھک کر بیٹھ گئے۔ ان خانہ برباد روسا اور امراء نے غضب یہ ڈھایا کہ مرزا بشیر محمود قادیانی کو اپنا قائد تسلیم کرلیا۔ جمعیت العلماء نے ستم یہ کیا کہ اس بشیر کمیٹی سے تعاون کا اعلان کر دیا۔ اس شخص نے اہلِ خطہ کی یہ خدمت کی کہ مرزائی مبلغ بھیج کر سرکاری نبوت کی اشاعت شروع کر دی۔ اور دنیا بھر میں ڈھنڈورا پیٹا کہ پورے اسلامی ہند نے اسے لیڈر مان کر اس کے باپ کی نبوت کی تصدیق کر دی ہے۔ کشمیر کا سادہ دل اور مصیبت زدہ مسلمان ہر کس وناکس کو اپنا ہمدرد سمجھ کر اس کی طرف متوجہ ہوتا تھا اس لیے باخبر اہل مذہب کو مرزائی مبلغوں کے ہاتھوں مسلمانانِ کشمیر کے ارتداد کا خطرہ لاحق ہو گیا۔

میں ان دنوں اپنے گاؤں گڑھ شنکر میں بیٹھا ان واقعات اور حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس پیدا شدہ صورتِ حال سے گھبرا گیا اور لاہور پہنچا میں نے دیکھا کہ مولانا داؤد غزنوی ٹانگے پر سوار پریشان سے جارہے ہیں۔ پوچھا کدھر کا عزم ہے؟ کہا کہ مرزائی قیادت مسلمانوں کی تباہی کا باعث ہوگی، میں شہر کے علماء سے مل کر ان کی قیادت کے خلاف اعلان کرانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ بھائی محض کاغذی بم قوموں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کو کافی نہیں۔ اب تو بڑی قربانی ہی مشکلات کا حل ہے، سواری چھوڑ دو تاکہ دفتر میں بیٹھ کر تدبر کے گھوڑے دوڑائیں، ہمت مردانہ

سے قسمت پر کمند پھینکیں۔ اور تدبیر سے تقدیر کو بدلیں۔

اسی دن یا اگلے دن علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی صدارت میں محمڈن ہال میں عمائدین شہر کا جلسہ تھا، جس میں کشمیر کی اوس پڑی قسمت زیرِ غور تھی۔ مولانا مظہر علی، غالباً مولانا داؤد غزنوی بھی اور میں بھی محمڈن ہال گئے۔ خیال یہ تھا کہ کوئی تدبیر لڑا کر مرزا بشیر کی کشمیر کمیٹی کے مقابلے میں احرار کے حق میں ان لوگوں کی تائید حاصل کی جائے۔ باقی حاضرین طبقۂ اولیٰ سے متعلق تھے۔ وہ احرار کے نام پر حقارت سے منہ بسورتے تھے۔ مگر ڈاکٹر صاحب احرار کو آگے بڑھانے پر بضد تھے۔ بہر حال ہم بزوری و بزاری ان کا اعلان اپنے حق میں کروانے میں کامیاب ہو گئے بس تھوڑی سی کھڑے ہونے کو جگہ ملی تھی، بیٹھنے اور پاؤں پسار کر ساری جگہ پر قبضہ کرنے کے لیے ہمت درکار تھی۔ لیکن اب طبیعتوں میں زیادہ تذبذب نہ تھا۔ احرار سپاہی تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد پھر نئے اقدام کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ احرار لیڈروں کو جیل کی سڑک بہشت کی روشوں کی طرح گل ریز اور عنبر بیز معلوم ہوتی ہے۔ کانگریس حکومت سے ٹکر نہ لینا چاہتی تھی اب ہم سب کشمیر کے معاملے کو ہمت اور حوصلے سے سلجھانے پر آمادہ تھے۔ ملک کا ماحول یہ تھا کہ سیاسی جماعتیں باوجود غریبوں کا دم بھرنے کے رئیسوں کی منظورِ نظر رہنا چاہتی تھیں۔ آل پارٹیز کانفرنس منعقدہ لکھنو ۱۹۲۸ء میں رؤسا کی حیثیت برقرار رکھنے کی ایک دفعہ کا خاص اضافہ کیا گیا۔ گاندھی اور مالوی تو ریاستوں کے مسلمہ راج گورو ہیں، اوروں میں مخالفانہ زبان ہلانے کی جرات کہاں؟ رؤسا کے متعلق ہمارا تصور پیٹ کے پجاریوں اور حسن کے بے پناہ ڈاکوؤں سے زیادہ نہ تھا۔ خونِ غریباں جن کی رنگ و بو کا سامان ہے۔ ہم پورے سکونِ قلب کے ساتھ رئیسوں کا سکون دل برباد کرنے پر آمادہ تھے۔ غریب ہندو ہو یا مسلمان ہماری توجہ اور مدد کا مستحق ہے، مگر کشمیر کے مسلمان کی کیفیت سمجھنے کے قابل ہے۔ وہاں کا ہر ہندو...... عام اس سے کہ غریب ہو یا امیر...... مسلمان کو رمضانی مار کھانے کی نشانی سمجھ کر راہ چلتے اس کے حصہ اسفل پر ایک ٹھوکر رسید کرنے کو اپنا پیدائشی حق سمجھتا تھا۔ کیونکہ وہ حاکمِ وقت کے ہم مذہب ہونے کے باعث اپنے آپ کو خاص امتیازات کا حامل خیال کرتا تھا۔ ایسی دوگونہ غلامی کشمیر کے مسلمان کی اس وقت کی قسمت تھی۔ رؤسا اور احرار کی آویزش طبعی اور طبقاتی آویزش کے علاوہ مذہبی بھی ہے۔ فطرت انسانی اور قلب سلیم نے عدم مساوات کو ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ احرار غریب طبقے سے متعلق ہونے کے باعث طبقہ اولیٰ کو نیچا دکھانے میں خاص خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اسلام طبعی مذہب ہونے کے باعث ہر قسم کی سرمایہ داری کا کھلا دشمن ہے۔ اس لیے جماعت کا ہر فرد انتہائی قربانی پر آمادہ تھا لیکن ایسی آلودگی کے باوجود حزم و احتیاط شرطِ دانائی اور کامیابی ہے۔

کشمیر تحریک کی رہنمائی:

ہماری جماعت میں مولانا حبیب الرحمٰن، مولانا مظہر علی، شیخ حسام الدین اور اب عزیز شورش کے اضافے سے چار آدمی ایسے ہیں جو پانی کے بہاؤ میں شیر کی طرح سیدھے تیر سکتے ہیں اور اندھیرے میں بے خطر کود جاتے ہیں۔ اور طارق کی طرح جب آگے بڑھنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ تو واپس لوٹنے کے سارے سامان سپردِ آتش کر کے بڑھتے ہیں تا کہ فتح اور موت کے خلاف کوئی راہ گریز نہ رہے۔ اسی دل اور دماغ کا ایک اور نوجوان ہم کھو بیٹھے جس کا ہمیں بڑا افسوس ہے۔ خواجہ غلام محمد ان ساری خوبیوں کے علاوہ ان تھک نوجوان تھا۔ کام اس کے سپرد کر کے میں ہمیشہ

مطمئن ہوجاتا تھا کہ وہ کامیاب لوٹے گا۔مگر خامی یہ تھی کہ دریادل اور شاہ خرچ تھا، اس حال میں بیوی اس سے بھی بڑھی ہوئی ملی۔ یہ اس بارے میں چالیس تھے تو وہ پینتالیس تھی۔ مہمان آجائے تو جان لڑا دیتی تھی، چولھے میں چرخہ جلاتی اور زیور بیچ کر پکوان بناتی۔ پھر بھی خیال گزرتا کہ مہمان کی خاطر داری میں کوتاہی ہوئی ہے۔ یہ کتابی کیرکٹر عمل کی دنیا میں ناکام رہتے ہیں۔ آمدن سے خرچ بڑھانے والا ہمیشہ ادھار نہ بیچنے والے کی طرح پریشان حال رہتا ہے۔ یہی پریشانیاں اسے احرار کے مقصدِ عظیم میں شامل رہنے میں مانع ہوئیں اور بالآخر اسے ملازمت اختیار کر کے کنارہ کرنا پڑا۔

ابتدائی مراحل:

قصہ مختصر میرے وجدان نے ہمیشہ جماعتی فیصلوں کے بعد تحریکوں کو ان ہی کے سپرد کرنے کو کہا ہے۔ جب مولانا مظہر علی نے اِقدام کی ذمہ داری اٹھائی میں مطمئن ہوگیا۔ مولانا حبیب الرحمٰن اور حضرت شاہ صاحب بمبئی سے اپنے مشن میں ناکام لوٹے یعنی اربابِ کانگرس کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شمولیت سے باز نہ رکھ سکے۔ اس عرصے میں کشمیر میں گولی چلائی گئی، ایک بے گناہ شہید اور کئی ایک مجروح ہوئے۔ ایسا معلوم ہوا کہ سارے خطے کو آگ لگ گئی ہے اور پوری ریاست اس کی لپیٹ میں آگئی ہے۔ ریاستی مظالم سے تنگ آئی اور بھوکوں ماری مخلوق کی شمع زندگی بجھنے سے پہلے ایک آخری تڑپ دکھانے پر آمادہ تھی۔ خبروں پر سنسر اور آمدورفت پر پابندی کے باعث خیالات میں بھیانک بھوت ناچنے لگے۔ سچی خبروں پر پابندی جھوٹی افواہوں کے دروازوں کو چوپٹ کھول دیتی ہے۔ تخیلات کی دنیا میں گڑبڑی سی مچ جاتی ہے اور دماغوں میں عام پریشانی پیدا ہوجاتی ہے۔ پورے شمالی ہند کے مسلمان کشمیر کی افواہوں سے بن پانی کے مچھلی بنے ہوئے تھے۔ قرار یہ پایا کہ مولانا فوراً ریاست کو تحقیقاتی وفد کے لیے لکھ دیں۔ اجازت نہ بھی ملے تو بھی اپنے مذہبی رجحانات کے مطابق علی! علی! کہہ کر جائیں دیکھا جائے گا۔ بس یہی بے سروسامانوں کا سامان ہے۔ احرار کے پاس توکل کے سوا کبھی کچھ ہوا ہی نہیں۔ مگر بڑے اقدامات کا بیڑا اٹھا لیتے ہیں۔ اب جو ریاست کے پاس ہمارا عریضہ پہنچا تو انھوں نے سرکار انگریزی سے پوچھا کہ یہ احرار کیا بلا ہیں۔ ادھر انگریزی سرکار بھی بے خبر نہ تھی وہ ہمارے مزاج اور ذہن سے واقف تھی کہ ان بادلوں کے آوارہ ٹکڑوں میں طوفان پوشیدہ اور بجلیاں لرز رہی ہیں۔ انھوں نے بھی دریافت شروع کی کہ تمہارے کیا ارادے ہیں؟ لاہور کے مقامی افسروں کی معرفت حکام بالا تک یہ خبر پہنچا دی گئی کہ اگر اجازت نہ دی گئی تو ہم بن بلائے مہمان کی طرح ریاست میں چلے جائیں گے۔ جواب ملا کہ اگر انھوں نے جیل کا مہمان بنایا تو؟ جواب الجواب میں کہا گیا کہ ہم بھی آفت جان بن جائیں گے۔ یہ سن کر برٹش سرکار نے ریاستی دربار کو لکھا کہ یہ بے ڈھب کے لوگ ہیں، کہیں مرزا بشیر کی کشمیر کمیٹی نہ سمجھ لینا۔ یہ امراء نہیں عوام کے نمائندے ہیں۔ مطلب یہ کہ اپنی پگڑی پہلے ہی بغل میں دابے پھرتے ہیں اور دوسروں کی اچھل جائے تو افسوس نہیں کرتے۔ اس سرکاری تحقیقات میں بھی کچھ عرصہ گزر گیا۔ تاہم خاموش ہم بھی نہیں رہے برابر ''یوم کشمیر'' منانے اور عوام کو اپنا ہمدرد بنانے میں مصروف رہے۔ آخر ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور حسب الحکم ورکنگ کمیٹی بلا رختِ سفر باندھے سری نگر کی نیت کر کے چل پڑے۔ اسٹیشن پر پہنچ کر معلوم ہوا کہ لاہور سے گوجرانوالہ تک وفد کے چار ممبروں کا پورا کرایہ نہیں۔ اتنے عزم اور یہ وسائل...... اپنی بے بسی پر ہنسی تو آئی مگر

عاشقوں کی منزلیں یوں ہی طے ہوا کرتی ہیں۔ راہ روانِ منزلِ محبت پلے باندھ کر کب چلے ہیں کہ ہم چلتے۔ ؎

خدا خود میر سامان است ارباب توکل را

مالی پریشانیوں میں منزل کھوٹی کر دینا مسلمانوں کا کام نہیں چنانچہ میں اور مولانا مظہر علی تو گوجرانوالہ روانہ ہوگئے۔ خواجہ غلام محمد اور ایک اور عزیز جو وفد کے ممبر تو نہ تھے مگر دفتری ضرورتوں کے لیے ہمراہ تھے، لاہور میں رہے۔ چوہدری اللہ بخش گنائی کو، جو لاہور کے مخلص دوستوں میں سے ہیں، معلوم ہوا کہ مالی مجبوریاں مانعِ سفر ہیں تو بیوی کا زیور رہن رکھ ساڑھے تین صد روپیہ واپس کر دیا کہ زادِ راہ کے ہم کفیل ہیں۔ رات کو گوجرانوالہ میں جلسہ عام ہوا، سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر اور کشمیر کا مسئلہ...... چھن چھن کے دماغ سے اترے موتیوں کی مالا بن بن کر منہ سے جھڑے۔ سننے والوں میں آگ لگادی اور سامانِ سکون چھین لیا۔ صبح شہر کا رنگ اور تھا، گھر گھر کشمیر کے مظالم کی داستانیں بیان ہورہی تھیں اور بازاروں میں بچے ٹولیوں میں ''احرار زندہ باد'' کے نعرے بلند کر رہے تھے۔ اس حوصلہ افزائی سے ہمارے دل دگنے ہوگئے۔ نیک دعائیں دیتے ہوئے اس شہر سے چلے اور سیالکوٹ پہنچے۔ یہ مقام زندہ دل اور پرجوش لوگوں کی بستی ہے۔ احرار کا یہ ''مدینہ'' نیکی کی تخت گاہ اور بروں کے ہاتھوں بھاگے ہوئے لوگوں کی آخری جائے پناہ ہے۔ جب سٹیشن پر پہنچے تو بڑا ازدحام تھا۔ لوگوں کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ ہمیں ایک نظارۂ طائرانہ سے معلوم ہوگیا کہ اہلِ شہر کے قلب کی کیفیت کیا ہے۔ اگلے روز مختلف شہروں کے احرار والنٹیر وں کا اجتماع تھا۔ شہر کے مرد وزن تماشائی تھے۔ بڑی چہل پہل تھی جموں کا گورنر خود حالات کا جائزہ لینے سیالکوٹ میں موجود تھا۔ اس نے غریبوں کے یہ ٹھاٹھ دیکھے تو بڑا متاثر ہوا اور وزیراعظم کشمیر کو بذریعہ تار کہا کہ احرار وفد کو داخلے سے روکنا ریاست کی فوری پریشانی کا باعث ہوگا یوں گورنر نے ہمارے داخلے کی اجازت حاصل کر لی۔

مرزا بشیر الدین محمود بھی شہر پر اپنا رنگ جمانے آیا مگر مجمع کو مخالف پا کر چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ وہ کچھ بولا تو سہی مگر عوام کے نقار خانے میں سرکاری طوطی کی کون سنتا ہے۔ لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے تھے، کسی کے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ بہت زور مارا مگر شور نہ تھما جب سعیٔ بے سود سے گلا بیٹھ گیا تو ناچار مرزا صاحب بھی بیٹھ گئے اور ایسے بیٹھے کہ کسی شہر میں جا کر احرار کے خلاف اور کشمیر کمیٹی کے حق میں کھڑے ہو کر کچھ کہنے کی پھر جرات نہ ہوئی۔ ورنہ ان دنوں انھیں بھی مرزائیوں کا سید عطاء اللہ بننے کا شوق چرایا ہوا تھا زعمِ باطل یہ تھا کہ میں سید موصوف کی طرح بے قابو مجمع کو جادو بیانی سے مسحور کر سکتا ہوں۔

کشمیر میں داخلہ: ۱ اکتوبر ۱۹۳۱ء

دروازے کے نقش ونگار سے گھر کی خیر وخوبی کا قیاس کرلیا جاتا ہے۔ بعض اربابِ بصیرت کو تو کھنڈرات سے عمارات کی عظمت کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ جموں اگرچہ کشمیر جنت نظیر کا کوچۂ غیر آباد ہے۔ مگر اس کی شگفتگی، اس وادیٔ گل خیر وگل ریز کی طرف اشارہ کرنے لگی۔ جموں اسٹیشن کے پہنچنے سے پہلے گھنے درختوں کا گہرا سایہ اور متوالی ہوائیں ذوقِ نظر وفرحتِ قلب کا سامان بن گئے۔ گاڑی سے اترے تو ریاست کا عملہ موجود تھا۔ سی آئی ڈی تو یوں بھی سرگرم اور بدکتی رہتی ہے، ایسے موقعوں پر تو ان کا بیاہ میں نائن کی طرح نمایاں نظر آنا ضروری تھا۔ حالانکہ حق یہ ہے کہ خفیہ عملہ کبھی ظاہر نہ ہو۔ مگر یہ ہندوستان ہے، یہاں طاقت کے اظہار اور شان وشوکت کی بنا پر حکومت کی جاتی ہے۔ خدمت کی بجائے رعب و

داب ہی سلطنت و ریاست کا اصل اصول سمجھا گیا ہے۔ محبت کی بجائے مرعوب کر کے کام نکالنے کو عمدہ حکمت عملی تصور کیا جاتا ہے۔ پھر اس ملک کی سی آئی ڈی کو کیا پڑی کہ کراماً کاتبین کی طرح خاموش اور نظر سے اوجھل رہ کر کام کرے؟ کیوں وہ انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق **انا الموجود لا غیری** کے دعووں میں کسی سے پیچھے رہے؟

غرض گاڑی سے اترے ریسٹ ہاؤس میں پہنچے غیر سرکاری دوستوں کا دن بھر تانتا بندھا رہا۔ مجھے سیالکوٹ ہی میں کچھ حرارت سی ہوگئی تھی۔ اب حرارت نے بخار کی صورت اختیار کی۔ مولانا مظہر علی ہی ملاقاتیوں سے باتیں کرتے رہے۔ میں لیٹا لیٹا بخار کا لطف اٹھاتا رہا۔ ہلکا بخار بھی گرم حمام میں غسل کی طرح طبیعت کو آسودہ کرتا ہے، البتہ بڑھ جائے تو بلا بن جاتا ہے۔ بخار کے مزے لیتے لیتے دوسرے دن نمازِ جمعہ پڑھنے جو گیا تو واپس آنا قیامت ہوگیا۔ طبیعت کا عنوان دیکھ کر اندازہ کیا کہ معمولی بخار نہیں۔ احتیاط کے تقاضے کو مدنظر رکھ کر چاہا کہ لوٹ جاؤں مگر دوستوں نے اصرار کیا اور ضمیر نے طعنہ دیا کہ عشق کی اوّل منزل میں قدم رکھتے ہی گھر یاد آیا راستے میں مر گئے تو کیا جلال الدین اکبر کو وارثِ تاج و تخت نہ ملے گا؟

بہر حال میں نے سفر میں ساتھیوں کا ساتھ نہ چھوڑا یہ بخار بعد میں تپ محرقہ ثابت ہوا۔ مجھے کوئی تکلیف نہ تھی ایک ہلکا سا نشہ بلکہ تھوڑا سا سرور تھا جس سے لطف سیر و سفر دوبالا ہوگیا۔ جموں سے کچھ میل دور خشک پہاڑ ماتھے پر حوصلہ شکن تیوڑا لے مسافر کو آگے بڑھنے سے ڈراتے ہیں۔ گویا حریم حسن کے یہ سخت مزاج چوکیدار زبانِ حال سے ہر آنے والے کو پکارتے ہیں کہ ادھر نہ آؤ لوٹ جاؤ!۔ تاکہ خطہ کشمیر کے بے نقاب حسن پر نامحرم گستاخ نگاہ نہ ڈال سکے۔ لیکن بے باکی کے اس انقلاب انگیز دور میں حسن خود بے نقاب رہنے پر مصر ہے اور ریاست نے دیدار عام کی اجازت دے رکھی ہے۔ اب یہ خشک پہاڑ اور چٹیل میدان شوقِ دیدار کو ذرا زیادہ تیز کرنے کے کام آتے ہیں اور بس۔

کشمیر کے نظر افروز نظاروں کے حسن تصور میں سفر کا یہ خشک حصہ بھی رنگین وادی کی طرح ہی کٹا ہر لحظہ گمان گزرتا تھا وہ ارضی جنت کا دروازہ آیا۔ فی الواقع جب ہم درِ جناں پر پہنچے تو دوزخیوں کو اس کا پہرے دار پایا۔ نظر اٹھا کر غور سے دور دور دیکھا ہر طرف مصیبت کی ماری فاقے سے بے حال مخلوق جنت میں دوزخ کا نمونہ پیش کر رہی تھی۔ اونچی جگہ سے دریا کے دھارے کو دیکھو تو چمک میں چاندی کا پگھلا دریا دکھائی دیتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی خاموش ندیاں زلفِ یار کی طرح پر پیچ اور سانپ کی طرح لہرا کر گزر جاتی ہیں۔ سبزہ و گل نے ساری وادی کو سہاگ کا جوڑا پہنایا ہوا ہے نظارہ ہر جگہ دامن دل تھام کر کہتا ہے کہ:

جا ایں جا است

بلوری چشمے طنبورہ بجاتے ہیں۔ رنگا رنگ پرندے خوشی سے گاتے ہیں یہ سرزمین پاک سولہ سنگار کیے حسن و نور سے بھرپور شاطر کی طرح اچھوتی موسیقی اور قدرتی فضا کی سحر انگیز دھن پر مصروف رقص نظر آتی ہے وہاں کے وجد آفرین سمے کو دیکھ کر کون جھوم نہیں جاتا مگر ان مدبھری ہواؤں اور سرور انگیز فضاؤں میں اس جنتِ ارضی کا اصل باشندہ برگِ سرما دیدہ کی طرح آزردہ اور بدحال ہے۔ عورتیں حسین جسم کو چیتھڑوں میں چھپائے پھرتی ہیں۔ بچے بھوک سے بوڑھے نظر آتے ہیں۔ مایوسی سب کے ماتھے پر نمایاں طور پر لکھی ہے انسان نے انسان کا کیا حال کر دیا ہے؟

(جاری ہے)

حُسنِ اِنتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام: ضعیف احادیث کی شرعی حیثیت تالیف: مولانا محمد عبدالحمید تونسوی ضخامت: ۱۴۴ صفحات
قیمت: درج نہیں ملنے کا پتہ: مرکز رحماء بینہم، جامع مسجد صدیقیہ تنظیم اہل سنت، ابدالی روڈ، نواں شہر، ملتان

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دین کا قوام ہے۔ اسلام کا جو تعارف اور حقیقت چودہ سو برس سے دنیا کے سامنے موجود ہے اس کا تصور ذخیرۂ احادیث شریفہ کے بغیر ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر معاصر دنیا میں انحراف و گمرہی کے مختلف اور متعدد طریقوں کا جائزہ لیا جائے تو حدیث نبوی کا انکار ہمیشہ ضلالت کی بنیادی وجوہات میں نظر آئے گا۔

احادیث شریفہ کے بارے میں منحرفانہ رویوں میں ایک جدید صورت احادیث کو ضعیف قرار دینے اور اس حقیقی و مزعومہ ضعف کی بنیاد پر انھیں رد کرنے کا عمل ہے۔ اس عمل کا منطقی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پورے ذخیرۂ احادیث سے بداعتمادی کا دروازہ کھل جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ احادیث تو بڑی تعداد میں ضعیف ہیں لہذا ان سے استفادہ ممکن نہیں۔ زیرِ نظر کتاب کے فاضل مؤلف مولانا عبدالحمید تونسوی نے حدیث نبوی کے بارے میں اسی ماڈرن رویے کا جائزہ لیا ہے۔

کتاب میں ضعیف بسند حسن باسناد احادیث کا تصور، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی مقبولِ عام کتاب ''فضائل اعمال'' میں ضعیف احادیث کی موجودگی کی وجہ، مطلقاً فضائل کے باب میں حدیث ضعیف کے قابل استدلال ہونے کی بحث سمیت متعدد اہم موضوعات سے بحث کی گئی ہے۔ اس موضوع پر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کے عربی فتوے کو بھی شاملِ کتاب کیا گیا ہے۔ اسی طرح مولانا یاسر عبداللہ کا ترجمہ کردہ معروف محدث اور فاضل محقق علامہ شعیب الارناؤوط کا مقالہ جس میں انھوں نے مشہور محدث علامہ ناصر البانی کے مزاج اور طرزِ عمل کا تنقیدی جائزہ لیا ہے بھی موجود ہے۔ کتاب میں جدید وقدیم مصادر سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں موضوع سے متعلق اہم معلومات یکجا ہو گئی ہیں۔

نام: منتخب ارشادات علی رضی اللہ عنہ تالیف: مولانا محمد عبدالحمید تونسوی ضخامت: ۱۴۶ صفحات
قیمت: درج نہیں ملنے کا پتہ: مرکز رحماء بینہم، جامع مسجد صدیقیہ تنظیم اہل سنت، ابدالی روڈ، نواں شہر، ملتان

امام المشارق والمغارب سیدنا ومولانا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وارضاہ کی ذات گرامی ان ہستیوں میں شمار ہوتی ہے جنھیں اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلاۃ والسلام کی تعلیم وتربیت کا شاہکار قرار دیا جا سکتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت ظاہری و باطنی رکھنے کی وجہ سے جماعتِ صحابہ میں بھی ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ مگر ایسا نہیں کہ آپ کے پاس صرف قرابت ہی تھی، بلکہ آپ کا وجود مسعود متنوع علوم ومعارف سمیت بہت سے فضائل ومکارم کا منبع ومخزن تھا۔ آپ کے اقوال وارشادات نے ایک دنیا کی رہنمائی کی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جن کی ترتیب دادہ فقہ کے متبعین کل عالم میں پھیلے ہوئے ہیں، خود ان کی فقہ کے بنیادی مآخذ ومصادر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشادات و فتاوی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کو مگر زیغ فکر کے شکار بہت سے لوگوں نے بھی

اپنی مشق ستم کا نشانہ بنا رکھا ہے اور کوشش کرتے ہیں کہ اپنے باطن کی کدورت سے حق وصداقت کے اس بحرِ مصفّٰی کو بھی میلا کر کے دکھائیں تاکہ ہر پڑھنے والے کو باطن کی روشنی نصیب ہو۔ زیرِ تبصرہ کتاب میں فاضل مؤلف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشادات گرامی کو بلا تبصرہ مختلف عنوانات وسرخیاں قائم کر کے جمع کیا ہے۔ چند عنوانات ملاحظہ ہوں: کلمۂ اسلام کیا ہے؟ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلم کا مقام ومرتبہ، بیعت صدیقی، خلافت شیخین کی تائید، فدک سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک مکتوب، استقامتِ عمر پر حضرت علی رضی اللہ عنہما کی گواہی، حضرت عثمان کے لیے دامادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف، معاویہ ہمارے بھائی ہیں، اہل جمل وصفین سے اختلاف کی نوعیت۔

ان عنوانات کے تحت سب اقتباسات صرف سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اپنے اقوال سے جمع کیے گئے ہیں اور کوشش کی گئی ہے کہ مصدر وہ لیا جائے جو منکرین وزائغین کے ہاں بھی مسلّم ہو۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ اقوال تو نہج البلاغہ اور اس کی شروح (ابن ابی الحدید وغیرہ) سے منتخب کیے گئے ہیں۔ اسی طرح اصول وفروع کافی، منتہی الآمال، کشف الغمہ، تاریخ یعقوبی، عمدۃ الطالب، مجالس المؤمنین اور امالی الشیخ طوسی سمیت متعدد بنیادی مصادر ومراجع سے جمع وتدوین کی گئی ہے۔ مشتملات کی عمدگی کے ساتھ ساتھ کتاب عمدہ سفید کاغذ پر مضبوط جلد میں شائع کی گئی ہے۔

نام: دعوت الی الحق **تالیف:** عبدالمنان معاویہ **ضخامت:** ۲۲۸ صفحات **قیمت:** ۵۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارہ تصنیف وتالیف، الٰہ آباد، لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان، **03146157188**

یادش بخیر ونامش بسلامت شہید سید محمد ذوالکفل بخاری مرحوم فرقہ واریت کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ ’’بہت سی جماعتی وفرقہ ورانہ شناختیں جنھیں ان کے وابستگان نے زندگی وموت کا مسئلہ سمجھ رکھا ہے اصل میں محض ذوق ومزاج کے اختلاف ہیں، اسلام میں فرقہ صرف ایک ہی ہوا ہے، جسے عبداللہ بن سبا نے خود بنیادِ اسلام کو ڈھانے کے لیے بنایا تھا‘‘۔ اس تناظر میں تجربہ کیا جا سکتا ہے کہ اس تفرقے اور مخالفت کا محاذ کبھی سرد نہیں ہوا۔ کوئی دن نہیں جاتا کہ اسلام کے عقائد واعمال ومقدس شخصیات پر اُس جانب سے سنگ باری نہ کی جائے۔

زیرِ نظر کتاب دراصل سبائی فرقے کے ارکان کی جانب سے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب واہلِ بیت علیہم الرضوان کے دین پر اٹھائے جانے والے تلبیسی سوالات کا جواب ہے جسے فاضل محقق اور ہمارے دیرینہ کرم فرما جناب عبدالمنان معاویہ نے سے تالیف کیا ہے۔ وجہِ تالیف یہ ہوئی کہ ان تک مختلف دوستوں اور احباب کی وساطت سے بعض چالاکی وچالبازی سے ترتیب دیے گئے قریباً تیس مختلف سوالات پہنچے جن میں سوال کی بجائے اپنی طرف سے ایک جواب بھی شامل کر کے عقائد واعمالِ اہلِ سنت والجماعت کی بیخ کنی کرنے ناکام کوشش کی گئی تھی۔ فاضل مؤلف جب ان سوال نما تبصروں اور دعووں کے جائزے کی طرف متوجہ ہوئے تو متعدد اصولی وبنیادی ابحاث جمع ہوتی گئیں اور اس طرح یہ کتاب معرضِ وجود میں آ گئی۔

ایک بات بطور خاص عرضِ خدمت ہے کہ ہمارا زمانہ جہالت کے شیوع اور خباثت کے غلبے کا زمانہ ہے، بہت دفعہ تجربہ ہوتا ہے کہ دوست انٹرنیٹ یا سوشل میڈیا پر گمراہی کے پروپیگنڈے سے پریشان ہو کر آتے ہیں اور اہلِ علم سے جواب کے طالب ہوتے ہیں، اس صورت حال میں زیرِ نظر کتاب جیسی تالیفات انتہائی قابلِ قدر اور اہم ہیں۔ ہر طالب حقیقت کو یہ کتاب اور اس جیسی دیگر معاصر اور آسان زبان میں لکھی گئی کتابوں کو اپنے مطالعے میں رکھنا چاہیے۔

رپورٹ: مولانا تنویر الحسن احرار

اجتماع برائے نومسلمین ۲۰۲۰ء

مجلس احرار اسلام اپنے قیام سے ہی جہاں عقیدہ ختم نبوت کے دفاع اور منکرین ختم نبوت کے تعاقب میں مصروف ہے، وہاں دعوت اسلام کے عظیم فریضے کو بھی سرانجام دے رہی ہے۔ قادیان ہو یا چناب نگر، نبوی منہج دعوت کے سلسلے کو بحسن وخوبی آگے بڑھایا جا رہا ہے۔ بفضل اللہ اس سے بہت بہتر نتائج مل رہے ہیں۔

گزشتہ آٹھ سال سے ہمارے نومسلم بھائی ڈاکٹر محمد آصف، جو پہلے خود بھی قادیانی گروہ سے جا ملے تھے، اللہ نے ہدایت کے نور سے منور فرمایا اور 2012 میں قادیانیت کو مکمل تحقیق کے ساتھ چھوڑ کر اسلام قبول کیا، مسلسل اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح احسن انداز سے غیر مسلموں تک دعوت دین حق پہنچے اور وہ اسلام قبول کر لیں۔ بھائی آصف کی محنت سے الحمدللہ کثیر تعداد میں غیر مسلم (قادیانی بہائی ہندو عیسائی) قبول اسلام کر چکے ہیں۔

مسلمان ہونے کے بعد جو بات ان کو ذہن نشین کرواتے ہیں وہ یہ ہوتی ہے کہ کسی قسم کی مسلکی منافرت اور تفریق سے بالاتر ہو کر ہم سچے اسلام کے داعی بن کر جئیں گے اور مرتے دم تک دعوت اسلام کے مبارک فریضے کو نبھاتے رہیں گے۔

مجلس احرار اسلام کے شعبہ دعوت وتبلیغ کے ناظم ہونے کی حیثیت میں جناب ڈاکٹر محمد آصف صاحب نے ایک باقاعدہ شعبہ تعاون نومسلمین بھی قائم کر رکھا ہے۔ جس کے ذریعے غیر مسلموں تک دعوت اسلام پہنچانے اور مسلمان ہونے والے نومسلم بھائیوں کی دیکھ بھال، ان کے قانونی مسائل، معاشی مسائل، شادی بیاہ کے معاملات، رہائش کا انتظام و دیگر امور سرانجام دیے جاتے ہیں۔

اسی شعبے کے زیر انتظام 2015 میں ملک کے مختلف علاقوں سے نومسلم احباب کو لاہور میں جمع کیا گیا اور ان سے بہت سارے اہم مسائل پہ تین دن گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ 5 سال گزر گئے، باوجود کئی بار کوشش کرنے کے دوبارہ جوڑ کی ترتیب نا بن سکی۔ گزشتہ ماہ چناب نگر اجتماع کے دوران مشاورت ہوئی اور 20/21/22 نومبر 2020 جمعہ ہفتہ اتوار کی تاریخیں طے کر کے جگہ کا تعین اور انتظامات کے سلسلہ میں مشاورت شروع ہوگئی۔ نواسہ امیر شریعت سید کفیل شاہ بخاری، مجاہد ختم نبوت جناب عبداللطیف خالد چیمہ، سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری، سید عطاء المنان بخاری، مولانا خواجہ خلیل احمد، ڈاکٹر شاہد کاشمیری، ملک محمد یوسف احرار، اور حافظ محمد ندیم (دارالکتاب) سمیت دیگر دوستوں سے اس موضوع پر تفصیلی مشاورت ہوئی۔ ڈاکٹر محمد آصف نے نومسلم احباب سے رابطوں کی ترتیب بنائی۔ اور ادارہ ابن مریم مرغزار کالونی لاہور میں انتظامات کو عملی شکل دیدی گئی۔ بالآخر 20 نومبر جمعہ شام کو دوستوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ مہمانوں کے لیے رہائش اور کھانے کا انتظام کیا گیا۔

بروز ہفتہ صبح 9 بجے استاذ القراء قاری ذکی اللہ کیفی کی تلاوت قرآن مجید سے نشست کا آغاز ہوا۔ راقم نے

اجتماع کی غرض وغایت بیان کی۔ پھر شیخ الحدیث مولانا محمد قاسم نے انتہائی خوبصورت انداز میں دعوت نبوی اور اسکا منہج کے عنوان پر گفتگو کی اور اجتماع کی کامیابی کے لیے دعا کروائی۔ مولانا محمد فیضان نے نعت پیش کی، ڈاکٹر محمد آصف نے نومسلمین کی حالت زار، ہماری ذمہ داریاں اور اس سلسلے میں پیش آمدہ مسائل پہ تفصیلی گفتگو کی۔

اس کے بعد نومسلمین کی کارگزاریوں کا سلسلہ شروع ہوا جن میں ہر کارگزاری دل دہلا دینے والی تھی۔ نومسلمین میں بھائی عبداللہ، جناب مولانا عبداللہ اور جناب مولانا کاشف پیدائشی ہندو تھے۔

مولانا عبداللہ نے ہندو مذہب کے عقائد ونظریات اور اپنے اوپر اسلام کی حقیقت کھلنے کے بعد قبول اسلام کی دکھ بھری داستان سنائی۔ مولانا عبداللہ نے کہا ہم نے ہندو گھرانے میں آنکھ کھولی جہاں کئی خداؤں کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی۔ مگر بچپن میں بچوں کو مسجد جاتے دیکھتا تو میرا بھی دل چاہتا کہ میں بھی نماز پڑھوں۔ جب دسویں جماعت میں تھا تو عزم وہمت میں مضبوطی آئی اور اسلام قبول کرلیا میرے اوپر بہت دباؤ ڈالا گیا کہ اسلام چھوڑ دوں۔ بہت مارا پیٹا گیا، جان سے مارنے کی دھمکیاں دی گئیں، گھر سے نکال دیا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے دین پر استقامت دی۔ اس دوران جامعہ احیاء العلوم لاہور میں داخلہ لے لیا اور درس نظامی مکمل کرلیا۔ اب دعوتِ اسلام مہم میں مصروف ہوں خاندان کے کئی افراد اسلام قبول کرچکے ہیں۔

بھائی محمد شریف بہائی مذہب سے اسلام کا سفر طے کرکے آئے تھے، ان کی بھی عجیب داستان حیات تھی۔ اسلام کو چھوڑ کر پہلے قادیانیت کا سفر اختیار کیا پھر بہائیت کے چنگل میں پھنس گئے۔ اسد شریف اور عدیل شریف بھی ان کے ہم سفر تھے۔

بھائی عامر عیسائیت ترک کرکے اسلام کی طرف آئے۔ عامر نے بھی عجیب حالات سنائے۔ لاہور میں یوحنا آباد میں مقیم تھے جہاں اب بھی مسلمانوں کی کوئی مسجد نہیں۔ بچپن میں جب کانوں میں اذان کی آواز پڑتی تو دل چاہتا کہ یہ آواز سنتا ہی رہوں۔ ہمارے گھر میں اذان کے احترام میں عیسائی ہونے کے باوجود ٹی وی بند کردیا جاتا تھا۔ مگر جب اسلام دل میں گھر کر گیا تو چپکے چپکے تبلیغی مرکز ابراھیم مسجد جانا شروع ہوگیا۔ جہاں حقیقی اسلام کی روح میرے دل میں داخل ہوئی۔ اسلام قبول کرنے کے متعلق جب گھر والوں کو خبر ملی تو ہر قسم کا لالچ دیا گیا، مارا پیٹا گیا، مگر اللہ سے ہمیشہ مدد مانگی اب بھی مضبوطی سے قائم ہوں اور دعوت دین حق کے فریضے کی ترویج واشاعت میں مصروف ہوں۔

حافظ ابراہیم کی دل دہلا دینے والی روداد بھی عجیب تھی۔ سارا خاندان مسلکِ اہل حدیث سے منسلک تھا کسی دوست کی دعوت پر چناب نگر چلے گئے۔ قادیانی مربیوں سے گفتگو کی اور شکوک وشبہات میں مبتلاء ہوگئے۔ ایمان گنوا بیٹھے، دوبارہ اللہ نے توفیق دی اور اسلام قبول کیا۔ ان کی وجہ سے صرف لاھور میں 100 سے زیادہ مسلمان مرتد ہوئے جن کو دوبارہ اسلام کی طرف لانے کے لیے متفکر ہیں۔

بھائی عبدالرحمان۔ ڈرائیور تھے قادیانیوں سے تعلقات بنے اور سارا گھرانا مرتد ہوگیا۔ انھی کی تبلیغ سے ڈاکٹر آصف سمیت کئی مسلمان قادیانیت کی بھینٹ چڑھ گئے تھے 2015 میں دوبارہ اسلام قبول کیا۔ محمد بلال، محمد

نوید، جمیل سپرا، احمد علی، پرویز احمد، محمد ایوب، محمد یعقوب، محمد صدیق، محمد معاویہ، احسن قریشی، محمد مظہر، آصف محمود، رانا احسان، حافظ ابراہیم، بھائی عامر، سلطان محمود، عرفان، عبدالجبار، عمیر رضا، رانا عظمت اللہ، سابق قادیانی مربی عامر منیر نے بھی اپنی قبول اسلام کی رلا دینے والی داستانیں سنائیں۔ محترم عبدالجبار انصاری جنہوں نے کئی مذاہب کا چکر لگایا اور اب اسلام پہ قائم ہیں اور بزم مکالمہ کے نام سے ملتان میں اسلام کے پیغام کو عام کر رہے ہیں۔

21 نومبر دن بھر کارگزاریوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بعد نماز عصر سابق عیسائی بھائی عبدالوارث گل نے گفتگو کی۔ نماز مغرب کے بعد بھی کارگزاریوں کا سلسلہ جاری تھا اس دوران تنظیم اسلامی فیصل آباد کے رہنما مولانا محمد فیضان تشریف لے آئے اور اسلام اور دعوتی ذمہ داری کے عنوان پہ سیر حاصل گفتگو کی۔

نماز عشاء کے بعد نشست جاری تھی کہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں تشریف لے آئے۔ بھائی عبدالرحمان کی داستان اسلام نے حضرت کو بھی آنسو بہانے پر مجبور کر دیا۔ حضرت نے حوصلہ افزائی کی اور فرمایا کہ خانقاہ سراجیہ کندیاں دعوت اسلام کی مہم اور عقیدہ ختم نبوت کے محاذ پر روز اول سے مصروف ہے۔ حضرت نے بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور بہت دعائیں دیں۔ دعاء کے بعد ضیافت ہوئی اور احباب اس کے بعد آرام کرنے لگے۔

22 نومبر صبح 8 بجے نشست کا آغاز ہوا ساڑھے 11 بجے داعئ اسلام مولانا محمد عرفان کی گفتگو ہوئی۔ اس دوران نواسہ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری، مجاہد ختم نبوت عبداللطیف خالد چیمہ اور مفکر اسلام حضرت مولانا زاہد الراشدی تشریف لے آئے۔ بھائی احسن قریشی نے داستان قبول اسلام سنائی اور نومسلمین کے مسائل سے آگاہ کیا۔ بعد ازاں سید محمد کفیل بخاری نے دعوت اسلام کی عظمت اور استقامت دین پر ملنے والے انعامات کے حوالے سے گفتگو کی۔ جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور مولانا زاہد الراشدی کو دعوت خطاب دی۔ مولانا زاہد الراشدی نے اپنے مخصوص انداز میں نومسلم حضرات کی مساعی و تحمل و استقامت کو خراج تحسین پیش کیا۔ مجلس احرار اسلام کے اس اہم اقدام کو سراہا اور اپنے تجربات کی روشنی میں رہنما تجاویز بھی پیش کیں۔ ڈاکٹر محمد آصف نے نومسلمین کے کرنے کے کام کے حوالے سے گفتگو کر کے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اجتماع کے اختتام پہ مولانا زاہد الراشدی نے دعا کروائی۔ نشست کے اختتام پر کینیڈا میں ختم نبوت کے حوالے سے محنت کرنے والے ممتاز عالم دین مفتی محمد سخاوت اور قاری خالد عثمان صاحبان بھی تشریف لائے جنھوں نے اس مبارک کام کو سراہا اور خوشی کا اظہار کیا۔

قارئین کرام گزارش ہے کہ غیر مسلموں تک اسلام کی دعوت پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے اور ہماری دعوت کی قبولیت کے نتیجے میں جو مسلمان ہو جائے اس کو سنبھالنا، اس کے قانونی، معاشی مسائل حل کرنا، اس کو اپنی برادری اور بھائی چارے سے اپنے قریب کرنا، نومسلمین کے لئے ویلفیئر سوسائٹی کا قیام، ہاسٹل اور پناہ گاہ کا قیام اور اس جیسے بہت سے ضروری اقدامات کی ضرورت ہے۔ یہ مستقل اور اہم عزائم اور شعبے ہیں جن کا قیام از حد ضروری ہے اور توجہ طلب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ کام کرنے کی توفیق دیں۔ آمین!

اخبارُ الاحرار

43ویں سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی روداد:

(رپورٹ: فرحان حقانی)

مجلس احرار اسلام کے زیراہتمام 2 روزہ احرار ختم نبوت کانفرنس اور جلوس دعوت اسلام گذشتہ 42 سال سے قادیان مین احرار کی تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے جامع مسجد احرار چناب نگر ضلع چنیوٹ میں بھرپور محنت سے اہتمام کر کے منعقد کیا جاتا ہے، امسال 43ویں ختم نبوت کانفرنس تھی۔

یوں تو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عنوان پہ ملک بھر میں ربیع الاول کی آمد کے ساتھ ہی اجتماعات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، مگر چناب نگر کی اس کانفرنس کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ محرم کا چاند نظر آتے ہی اس اجتماع کیلئے محنت شروع کر دی جاتی ہے، گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی مجلس احرار اسلام کی شوری اور عاملہ نے اتفاق رائے سے محترم جناب قاری ضیاء اللہ ہاشمی (امیر مجلس احرار اسلام گجرات) کو ناظم اجتماع مقرر کیا۔ اور ان کے معاونین میں مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، مولانا محمود الحسن، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل متین سرگانہ، مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری، مولانا سید عطاء المنان بخاری، ڈاکٹر محمد آصف اور مولانا تنویر الحسن کو مقرر کیا گیا۔ ناظم اجتماع جناب قاری ضیاء اللہ ہاشمی نے مختلف مواقع پہ اجلاس کر کے انتظامی ڈھانچہ تشکیل دیا اور کانفرنس کی تیاری شروع کر دی۔ اس دوران مسلسل چناب نگر کا سفر جاری رہا، جہاں پنڈال، طعام گاہ، وضو خانے کی تیاری کے ساتھ دیگر امور سرانجام دیے۔ جبکہ قائدین احرار مولانا سید محمد کفیل بخاری، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے ملک بھر میں اجتماعات سے خطاب کیا اور کانفرنس کی دعوت دی، جبکہ مبلغین نے پنجاب اور خیبر پختونخوا کے دورے کر کے کانفرنس کی دعوت دی۔ مولانا محمد مغیرہ، مولانا محمد اکمل (امیر ملتان) مولانا تنویر الحسن،، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا محمود الحسن، مولانا محمد شعیب اعوان، مولانا قاری محمد شعیب ندیم، قاری احسان احمد، مولانا اللہ بخش احرار، مولانا وقار احمد قریشی، مفتی محمد قاسم احرار، مولانا محمد طیب چنیوٹی، مولانا سرفراز معاویہ، مولانا سرفراز مخدوم، مولانا وقاص حیدر، مولانا الطاف معاویہ، مولانا محمد حذیفہ اور قاری محمد ابوبکر احرار نے مختلف شہروں اور دیہاتوں کا دورہ کر کے عوام الناس کو ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کیلئے تیار کیا۔ جبکہ قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم اپنی علالت کے باوجود کانفرنس کیلئے متفکر رہے اور دعاؤں میں مصروف رہے۔

قارئین کرام! طے شدہ پروگرام کے مطابق تمام مبلغین و منتظمین اجتماع 7 ربیع الاول کو مرکز احرار چناب نگر پہنچ گئے اور اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ جبکہ سیکورٹی کے حوالے سے بھائی علی اصغر اور بھائی اشرف علی احرار نے اپنی ٹیم

کے ہمراہ اجتماع گاہ اور گردو پیش کو اپنی کڑی نگرانی میں لے لیا۔ 10 ربیع الاول کی شام سے ہی قافلوں کی آمد شروع ہوگئی۔ 11 ربیع الاول نماز ظہر کے بعد کانفرنس کی پہلی نشست کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ اس دوران مختلف بیانات ہوتے رہے، مولانا تنویرالحسن احرار نے کانفرنس کی غرض وغایت اور تعارف کے عنوان پہ پرمغز گفتگو کی۔ مقررین نے احرار کارکنوں سے اظہار خیال کرتے ہوئے فکری ونظریاتی اور پرامن تحریکی جدوجہد کیلئے ان کی ذہن سازی کی، جبکہ نومسلمین (سابق قادیانیوں) نے قادیانی جماعت کے ظلم وستم سے عوام کو آگاہ کیا۔ اس دوران قافلوں کی آمد جاری رہی۔ بعد نماز مغرب سورہ یاسین اور سورہ واقعہ کی تلاوت کے بعد کھانا کھلایا گیا اور عشاء کی نماز کے بعد دوسری نشست کا آغاز ہوا۔

عصر کی نماز کے بعد کانفرنس کے تمام شرکاء کی نظریں مسجد احرار کے مین گیٹ سے باہر چناب نگر سے آنیوالی سڑک پر تھیں کہ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری طبیعت کی خرابی کی شدید ناموزونی کے باوجود ملتان سے تشریف لا رہے تھے اور چناب نگر پہنچنے والے تھے۔ محمد قاسم چیمہ، طلحہ شبیر، قاضی حارث، ڈاکٹر محمد قاسم، غلام مصطفیٰ، مولانا محمد طیب اور مولانا فیصل اشفاق نے سینکڑوں احرار کارکنوں کے ہمراہ اڈا چناب نگر پر قائد احرار حضرت پیر مولانا سید عطاء المہیمن بخاری کا والہانہ استقبال کیا اور انہیں چناب نگر سے جامع مسجد احرار تک ایک بہت بڑے جلوس کی شکل میں اور تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں لیکر آئے۔ قائد احرار حضرت پیر جی مدظلہ اپنی شدید علالت کے باعث اس مرتبہ بھی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کیلئے ایمبولینس کے ذریعے سفر کر کے تشریف لائے۔

اللہ اکبر یہ کیسی گھڑی تھی، کیسٹ ریورس ہورہی تھی۔ چناب نگر، 27 فروری 1976ء کی یخ بستہ رات، آسمان کی چھت اور کھلا میدان جہاں آج جامع مسجد احرار قائم ہے کو صبح جلسہ گاہ کی شکل دینے اور ملک بھر سے آنیوالے قافلوں کے استقبال میں مصروف یہ حضرت امیر شریعت کے سب سے چھوٹے فرزند۔ پھر مدینہ منورہ کی معطر فضائیں، جوار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوبارہ واپس چناب نگر میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے مقابلے میں ڈیرہ لگانا آنکھوں کے سامنے ایک پورا دور تھا۔ حضرت پیر جی مدظلہ کے فرزندِ گرامی مولانا سید عطاء المنان بخاری نے حافظ سید عطاء المکرّم بخاری، حافظ سید عطاء المنعم بخاری اور دیگر احرار کارکنوں کے ساتھ حضرت پیر جی مدظلہ کو ایمبولینس سے اتار کر قیام گاہ پہنچایا۔ دعا کریں، اللہ رب العزت حضرت پیر جی مدظلہ کا سایہ تادیر خاندان امیر شریعت، کارکنان احرار اور ہمارے سروں پہ قائم ودائم رکھے۔ آمین!

11 ربیع الاول بعد نماز عشاء پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل جناب علامہ زاہد الراشدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ہم تین محاذوں پر عمل پیرا ہیں۔ (1) تحریک ختم نبوت (2) تحریک ناموس رسالت (3) تحریک ناموس صحابہ واہل بیت اطہار۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی اس ملک میں اپنے مقاصد میں ناکام ہوکر بین الاقوامی فورم پر لابنگ کے ذریعے اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کیلئے سرگرم عمل ہیں، انہوں نے کہا کہ قادیانی دنیا بھر میں اسلام و پاکستان کے سب سے بڑے دشمن ہیں، قادیانیوں نے ہمیشہ اسلام مخالف کیمپ میں اپنا مکروہ مگر قائدانہ کردار ادا کیا۔

قادیانی ادارے دنیا بھر میں قادیانیوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ عالمی سطح پر بین الاقوامی ملت کفر کے اکابر مجرمین قادیانیوں کی مکمل سرپرستی کرتے آ رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ پوری امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ قادیانیوں کا تعلق مسلم امہ اور مسلمانوں سے نہیں ہے۔ فرانس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا استہزا اور تمسخر باقاعدہ سرکاری سرپرستی میں کیا جا رہا ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کی توہین و تنقیص عالم اسلام اور امت مسلمہ پر حملہ ہے، جسے کسی صورت بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا بھر میں حکومت کا کام اقدام جبکہ اپوزیشن کا کام مطالبہ کرنا ہوتا ہے مگر ہمارے ہاں حکومت بھی محض مذمتی بیان جاری کرنے کو اپنی ذمہ داری تصور کر رہی ہے جو انتہائی افسوس ناک بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری حکومت کا کام اقدام کرنا ہے جس سے وہ اب تک گریزاں دکھائی دے رہی ہے جبکہ دوسری طرف اقوام متحدہ بھی اپنا اصل کردار ادا نہیں کر پا رہا۔ جس سے اقوام متحدہ کا مکروہ چہرہ بھی اسلام پسند مسلمانوں کے سامنے ہے۔ انہوں نے کہا کہ یورپی یونین یورپی عدالتوں کے فیصلوں کے مطابق ہی توہین انبیاء کرام سے باز آ جائیں۔ انہوں نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ ہم کسی بھی صورت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام، حضرات صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کے ناموس کے تحفظ کیلئے کمپرومائز نہیں کر سکتے۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر مولانا سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام صادق و امین ہیں۔ اور یہ بات کفار و مشرکین نے بھی تسلیم کی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت صحابہ کرام علیہم الرضوان کا قرآنی تعلیمات کے ذریعے تزکیہ فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین پر تشدد اور جبر نہیں کیا بلکہ انہیں اسلام کی دعوت دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ رب العزت انہیں ہدایت عطاء فرماتے ہیں جن میں ہدایت کی طلب بھی ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرنا مستقل عبادت ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرانس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کرنیوالے اور اس پر ان کی حمایت کرنے والے انسانیت کے نام پر دھبہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کی صدا قیامت تک گونجتی رہے گی جسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی، انہوں نے کہا کہ قرآن مجید آخری کتاب، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی و رسول اور امت مسلمہ آخری امت ہے۔

حافظ محمد حسنین فاروق، حافظ محمد فیضان نے ہدیہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا۔ بین الاقوامی شہرت یافتہ مہمان قراء حضرات جناب الشیخ سامح احمد زینہ، الشیخ سمیر بلال (جمہوریہ مصر) نے دوسری نشست کے اختتام پر تلاوت قرآن مجید سے سامعین کے دلوں کو منور فرمایا جس پر اس دوسری نشست کا باقاعدہ اختتام ہوا۔

تیسری نشست 12 ربیع الاول کو بعد نماز فجر مناظر ختم نبوت مولانا محمد مغیرہ کا تفصیلی درس ہوا اور سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ بعد شرکاء و مہمانان نے ناشتہ کیا۔ 9 بجے چوتھی نشست کے طور پر "تقریب پرچم کشائی" کا اغاز ہوا۔ مجلس احرار اسلام ڈیرہ اسماعیل خان کے امیر قاری احسان اللہ نے پرسوز آواز میں تلاوت فرمائی۔ ثناء خوان مصطفیٰ

جناب طاہر بلال چشتی نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ آزاد کشمیر کے احرار رہنما جناب ظہیر کاشمیری نے ترانہ احرار پیش کیا۔ قائد احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سینئر نائب امیر جناب پروفیسر خالد شبیر احمد نے تقریب پرچم کشائی کی صدارت فرمائی۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ احرار کے وفادار و جانثار کارکنو! تمہیں مبارک ہو کہ تم نے سیاسی پگڈنڈیوں کی آوارہ گردی کی بجائے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام و اہل بیت اطہار بنیادی طور پر ایک ہی ہیں، ان کو الگ الگ کر کے دکھانے والے درحقیقت سبائی سازش کا حصہ ہیں۔ جناب چیمہ صاحب کے خطاب کے دوران قائد احرار حضرت پیر جی مدظلہ کو وہیل چیئر پہ سرخ پوش احرار رضا کاروں کے جھرمٹ میں اجتماع گاہ لایا گیا کارکنان احرار کے چہروں پہ رونق آ گئی۔ تقاریر کے بعد اب موقع تھا کہ سبز اور سرخ ہلالی پرچموں کو لہرایا جائے۔ قائدین احرار پرچموں کو لہرانے کیلئے تیار ہوئے اور بھائی ظہیر کاشمیری کی پرسوز آواز مین ترانہ احرار بلند ہوا، دوسری طرف برادرم جناب محمد قاسم چیمہ کی آواز گونجی اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر، پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ کی صدائیں بلند ہوئیں اور پاکستان کا سبز ہلالی پرچم لہرایا۔ اسی دوران پرچم احرار بلند کیا گیا اور فضا ختم نبوت زندہ باد سے گونج اٹھی، مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب صدر مولانا سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ جب تک مجلس احرار اسلام اللہ کے فضل و کرم سے قائم ودائم ہے تب تک عقیدہ ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دیں گے اور اس کا تحفظ بھی کرتے رہیں گے اور عقیدہ ختم نبوت کے پرچم کو ہرگز سرنگوں نہیں ہونے دیں گے۔

مجلس احرار اسلام کے سینئر نائب امیر جناب پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ تحریکیں تشدد اور جبر کے ذریعے دبائی نہیں جاسکتیں۔ احرار نے قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلے 1953 میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت برپا کی جس کے نتیجے میں دس ہزار فرزندان اسلام نے جام شہادت نوش کیا مگر عقیدہ ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دی اور اپنی جان اس مقدس عنوان و مشن پر قربان کر دی۔

مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے کہا کہ پرچم احرار انگریز سامراج کے ذلہ خواروں اور قادیانی فتنہ کیخلاف ہمیشہ سر بلند رکھا جائیگا۔

بعد ازاں ملک کے استحکام و امن، کارکنانِ احرار کی ثابت قدمی، اخلاص اور قبولیت، نیز عالمی وبا کرونا کے خاتمے اور اہل ایمان و اسلام کی حفاظت وصحت یابی کے لیے دعا کرائی گئی۔ بطور خاص قائد احرار حضرت پیر جی مدظلہ اور مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل جناب میاں محمد اویس کی والدہ محترمہ کی صحت یابی کیلئے اجتماعی دعا ہوئی۔ جس کے بعد یہ نشست بھی اختتام پذیر ہوئی۔ پرچم کشائی کی تقریب کے بعد شرکاء اجتماع طعام گاہ کی طرف روانہ ہوئے، جہاں مولانا محمد مغیرہ کی رہنمائی میں مجلس احرار اسلام چناب نگر کے مہمان نواز رضا کار مہمانوں کی خدمت

کیلئے مستعد تھے اور انتہائی احترام کے ساتھ مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے دسترخوان پر بٹھار ہے تھے۔

سوا گیارہ بجے کانفرنس کی پانچویں نشست کا آغاز کیا گیا۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت صاحبزادہ مولانا عزیز احمد صاحب نے کی۔ محمد فیضان، حافظ محمد نعمان، محمد حسنین فاروق، شاعر احرار حافظ محمد اکرام احرار اور معروف نعت خواں جناب مولانا شاہد عمران عارفی نے تلاوت قرآن مجید، نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور مدح صحابہ واہل بیت پیش کی۔ معروف ثناء خواں جناب مولانا شاہد عمران عارفی اور طاہر بلال چشتی کی پرسوز آواز نے سماں باندھ دیا۔ مبلغ ختم نبوت مولانا تنویر الحسن احرار، مولانا سرفراز معاویہ، حکیم حافظ محمد قاسم نے کانفرنس کی تمام نشستوں میں نظامت کے بہترین فرائض سرانجام دیئے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ اسلام زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرتا ہے انہوں نے کہا کہ اسلامی فرائض میں کوئی کمپرومائز نہیں ہوسکتا قرآن کی صداقتوں کو دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کرسکتی انہوں نے کہا کہ پرچم ختم نبوت کو ہردم تھامے رکھنا فطرت احرار ہے اور ہمارا ایمان بھی ہے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے سینئر نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ 1929ء سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ مجلس احرار اسلام ادا کرتی چلی آ رہی ہے۔ 1953 کے دس ہزار شہداء کے مقدس خون کے صدقے ہی 7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ کے فلور پر لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا یہ قانون قیامت تک باقی رہے گا اس کو کوئی مائی کا لعل ختم نہیں کرسکتا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا اور اسلام کے نفاذ سے ہی قائم ودائم رہ سکتا ہے اس کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے کہا کہ ہمیں موجودہ حکومت سے خیر کی کوئی توقع نہیں، ہماری کامیابی باہمی اتحاد واتفاق میں ہے۔ انہوں نے کہا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گستاخوں کو قانون کی گرفت میں نہیں لایا جارہا۔ انہوں نے کہا کہ مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان اور ان کے ساتھی مقصود احمد کے قاتلوں کو گرفتار کر کے عبرت کا نشان بنایا جائے اور توہین صحابہ واہل بیت کے خلاف قانون سازی کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کا منکر ختم نبوت کے عقیدے کا حامی نہیں ہوسکتا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ فرانس سے سفارتی تعلقات ختم کئے جائیں۔

انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ کے رہنماء قاری شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ قادیانیو! ہم تمہارے خیر خواہ ہیں ہم ربوہ میں قادیانیوں کو دعوت اسلام کا پیغام حق پہنچا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیو! اسلام قبول کر کے آخرت کے خسارے سے بچ جاؤ انہوں مطالبہ کیا کہ گستاخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور گستاخ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف کاروائی کی جائے۔ مولانا عبدالخالق ہزاروی نے کہا کہ ہمارا نصب العین توحید و ختم نبوت اور عظمت صحابہ ہے۔ ناموس صحابہ کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اکبری کا مردانہ وار مقابلہ کیا اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان نے گرانقدر خدمات انجام دیں پھر دارالعلوم دیو بند کا سنہرا دور آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت وجہ اتحاد امت ہے، یہی عقیدہ ہماری بقاء وسلامتی کا ضامن ہے۔

کانفرنس کی مختلف نشستوں سے ممتاز قانون دان شیر افضل خان ایڈووکیٹ، مولانا خلیل احمد، حافظ محمد اکرم احرار، مولانا تنویر الحسن احرار، ڈاکٹر محمد آصف، مولانا شاہد عمران عارفی، نمولانا گلزار احمد قاسمی اور کئی رہنماؤں نے خطاب کیا۔

دوروزہ احرار ختم نبوت کانفرنس کے اختتام پر ہزاروں فرزندان اسلام، مجاہدین ختم نبوت اور سرخ پوشان احرار نے قادیانیوں کو دعوت اسلام کا فقید المثال جلوس نکالا جو جامع مسجد احرار سے شروع ہوا۔ نعرہ تکبیر، اللہ اکبر۔ محمد ہمارے، بڑی شان والے، فرمائے گئے یہ ہادی، لا نبی بعدی۔ اسلام زندہ باد۔ ختم نبوت زندہ باد، پاکستان زندہ باد، جیسے فلک شگاف اور مثبت نعرے لگاتے ہوئے جلوس کے شرکاء منظّم طور پر اقصیٰ چوک پہنچے جہاں مولانا تنویر الحسن نے خطاب کیا، وہاں سے ایوان محمود کی طرف آگے بڑھے تو عجیب سماں بندھ گیا، قادیانی مرکز ایوان محمود کے سامنے جلوس نے پڑاؤ کیا تو بہت بڑے جلسہء عام کی شکل اختیار کر لیا۔ قائد احرار حضرت پیر جی مولانا سید عطاء المہیمن بخاری جو شدید علالت کی وجہ سے ایمبولینس میں لیٹے جلوس کے ہمراہ قیادت کر رہے تھے۔ ایوان محمود کے عین سامنے منعقدہ جلسہء عام سے سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا محمد مغیرہ، ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری، سید عطاء اللہ ثالث بخاری، مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے)، مہر امتیاز لالی (ایم پی اے) نے خطاب کرتے ہوئے مرزا مسرور احمد اور قادیانیوں پر دعوت اسلام کا فریضہ دوہرایا۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ کفار کو دعوت دینا ہی انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرانس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توہین آمیز خاکوں پر قادیانی جماعت نے کوئی احتجاج نہیں کیا۔

عبداللطیف خالد چیمہ نے یہاں اپنے خطاب میں کہا کہ مرزا مسرور اور قادیانیوں کے لیے دو راستے ہیں یا تو وہ ارتداد و زندقہ کو چھوڑ دیں یا پھر اسلام قبول کر لیں یا اپنی متعینہ مذہبی و آئینی حیثیت تسلیم کر کے پاکستان میں رہیں اور وطن عزیز کے خلاف گھناؤنی سازشوں کا سلسلہ ترک کر دیں۔ مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا جو دعویٰ نبوت کرے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں انہوں نے کانفرنس اور جلوس کی سیکورٹی کے بہترین انتظامات کرنے پر ضلعی انتظامیہ اور پولیس کا شکریہ ادا کیا۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے) نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج تھے، ہیں اور رہیں گے! مہر امتیاز احمد لالی (ایم پی اے) نے کہا کہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ڈاکٹر شاہد محمود کاشمیری (بانی جلوس) نے کہا کہ 1034 ایکڑ پر قابض قادیانی جماعت کا قبضہ ختم کر کے قادیانی رہائشیوں کو ملکیتی حقوق دئے جائیں۔ سید عطاء اللہ ثالث بخاری نے کہا کہ ہم جبر و استبداد کے باوجود قادیانیوں کو دعوت اسلام کا فریضہ دہراتے رہیں گے اور کسی صورت تحریک ختم نبوت کے مطالبات سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

ایوان محمود کی نشست مکمل ہونے پر جلوس چناب نگر اڈے کی طرف روانہ ہوا اور وہاں اختتامی دعا کے بعد نماز عصر ادا کی گئی اور تمام شرکاء اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

قراردادیں:

مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات ڈاکٹر عمر فاروق احرار نے کانفرنس میں منظور ہونے والی درج ذیل قراردادیں پریس کے لیے جاری کیں، جن میں کہا گیا ہے کہ حکمران اپنے وعدے کے مطابق ریاست مدینہ کی روشنی میں مکمل اسلامی نظام نافذ کریں، سودی معیشت کا خاتمہ کیا جائے اور امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے، ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ فرانس میں سرکاری سطح پر توہین رسالت پر مبنی گستاخانہ خاکوں نے عالم اسلام کے دل زخموں سے چھلنی کردیئے ہیں۔ احرار ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع مغربی ممالک سے مطالبہ کرتا ہے کہ عالمی قوانین میں توہین رسالت کو جرم قرار دیا جائے، نیز فرانس کی حکومت طرف سے جاری اس جارحانہ اور اشتعال انگیز اقدام کو بلا تاخیر روکا جائے۔

یہ اجتماع جامعہ فاروقیہ کراچی کے مہتمم ڈاکٹر محمد عادل خان کی مظلومانہ شہادت میں ملوث دہشت گرد عناصر کی فوری گرفتاری اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کرتا ہے اور اس امر پر انتہائی تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ پاکستان کو فرقہ وارانہ کشیدگی کی بھینٹ چڑھا کر ملکی سلامتی اور قومی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی سازش کی جارہی ہے اور مسلسل صحابہ کرام و اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی توہین کر کے ملک کو قتل و غارت کی جانب دھکیلا جارہا ہے۔

یہ اجتماع پشاور کے مدرسہ میں ہونے والے دھماکے اور اس کے نتیجے میں معصوم بچوں اور مدرس کی شہادت پر شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ المناک واقعہ وزارت داخلہ کی نااہلی کا کھلا ثبوت ہے کہ متوقع حادثہ کی بروقت اطلاعات کے باوجود کوئی حفاظتی قدم نہیں اٹھایا گیا، یہ اجتماع وزیر داخلہ کو اس واقعہ کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے وزیر داخلہ کی برطرفی اور آزادانہ تحقیقات کے لیے عدالتی ٹربیونل کے قیام کا مطالبہ کرتا ہے۔

علاوہ ازیں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جلوس کے دوران قادیانی مارکیٹیں اور بازار مکمل طور پر بند ہوگئے، احرار اور ختم نبوت کے علاوہ پولیس اور سرکاری انتظامیہ نے بھی سیکورٹی کے سخت انتظامات کر رکھے تھے اور کوئی ناخوش گوار واقعہ بھی رونما نہ ہوا، کانفرنس میں بہت سارے شرکاء نے احرار کی مخصوص وردی سرخ قمیض اور سفید شلوار زیب تن کر رکھی تھی، جبکہ احرار کے سرخ لہراتے پرچموں سے ہر طرف سرخی ہی سرخی دکھائی دے رہی تھی، کانفرنس میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ کانفرنس میں مصر سے آنے والے قراء کی تلاوت قرآن کریم نے عجیب سماں باندھ دیا تھا اور سامعین پر عجیب روحانی کیفیت طاری تھی۔

تحفظ ناموسِ رسول ﷺ و اصحابِ رسول کانفرنس، جامع مسجد معاویہ، عثمان آباد، ملتان

ملتان (15 نومبر 2020) ناموس رسالت کے تحفظ پر کسی بھی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جائیگا۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہ اجمعین نبوت کے گواہ اور معیار حق ہیں۔ گستاخان رسول و اصحاب رسول کی سزا قرآن و حدیث میں متعین ہے، حکومت اس پر سنجیدگی سے عمل درآمد کرائے۔ ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی

سیکرٹری جنرل مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری، نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء المنان بخاری، مولانا محمد اکمل، مولانا قاری جمیل الرحمٰن بہلوی، مولانا محمد عمیر شاہین اور مولانا محمد ادریس اجمل نے مرکز احرار، جامع مسجد سیدنا امیر معاویہ محلّہ عثمان آباد میں منعقدہ تحفظ ناموس رسول واصحاب رسول کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسول واصحاب رسول کا قانون پہلے سے ہی موجود ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے تاکہ مسلمانوں کے مقدسات کی توہین وتنقیص اور تکفیر کا راستہ قانون کے ذریعے روکا جا سکے اور وطن عزیز پاکستان فرقہ وارانہ فسادات سے محفوظ رہ سکے۔

کانفرنس سے مفتی حماد القاسمی، مفتی حامد محمود، سجاد ضیغم ایڈووکیٹ، مفتی محمد قاسم، مولانا ابوبکر عبداللہ، قاری محمد یوسف احرار نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حالیہ گستاخانہ خاکوں کے مرتکب ملک فرانس کے ساتھ سفارتی وتجارتی تعلقات ختم کیے جائیں اور سرکاری سطح پر فرانس کی تمام تر مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسول واصحاب رسول کا تحفظ ہمارا جزو ایمان ہے، انہوں نے کہا کہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ علماء اسلام نے عقیدہ ختم نبوت، ناموس رسالت کے تحفظ اور دفاع ازواج واصحاب رسول کی حفاظت کیلئے ہمیشہ پرامن جدوجہد کو جاری رکھا ہے اور آج ہم بھی اس جدوجہد کو پرامن انداز اور قانون کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے جاری رکھے ہوئے ہیں۔

نبیرہ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری نے کہا کہ ہمارے اکابرین نے تحفظ ناموس رسول و اصحاب رسول کی پرامن جدوجہد کے ذریعے ہمارے لئے بہترین نمونہ چھوڑا ہے، اور آج بھی مجلس احرار اسلام اکابرین کے اسی مشن پر عمل پیرا ہے۔ انہوں نے عوام الناس سے اپیل کی کہ وہ مجلس احرار اسلام میں شمولیت اختیار کر کے ہمارے دست وباز بنیں۔ کانفرنس میں قاری محمد بلال صفدر، قاری انوارالحسن شاہ بخاری نے پرسوز انداز وآواز میں تلاوت قرآن مجید جبکہ مولانا شاہد عمران عارفی، حافظ محمد اکرم احرار، حافظ کبیر احمد صدیقی، صوفی حق نواز چشتی نے ہدیہ نعت ومنقبت پیش کر کے سماں باندھ دیا۔ کانفرنس میں مولانا اللہ بخش احرار، شیخ محمد علی، شیخ محمد مغیرہ، قاری محمد شریف، شیخ لقمان منشاد، حکیم محمد حذیفہ، حافظ ممتاز احمد، سعید احمد انصاری، شیخ ظفر اقبال، محمد عدنان معاویہ، قاری عباس ارشد، مولانا طیب رشید، مولانا عبدالقیوم سمیت کثیر تعداد میں احرار کارکنوں نے شرکت کی۔

Saleem&Company
Bahar Chowk, Masoom Shah Road, Multan.
SINCE 1968
Manufacture of Quality Furniture, Government Contractors, Electronics & General Order Suppliers
سلیم اینڈ کمپنی
0302-8630028
061 -4552446
فون نمبر:
Email:saleemco1@gmail,com
بہار چوک معصوم شاہ روڈ ملتان

مسافرانِ آخرت

☆ پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ: حضرت پیر جی عبداللطیف رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کے چھوٹے فرزند خانقاہ عزیزیہ، چک 11 چیچہ وطنی کے مسند نشین تھے۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے شاگرد تھے۔ انتقال: 7 نومبر 2020ء

☆ حاجی جابر علی رحمہ اللہ: ملتان کی معروف کاروباری شخصیت اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ نہایت صالح اور وضع دار انسان تھے۔ دینی مدارس اور دینی جماعتوں کے معاون تھے۔ دینی امور میں ہمیشہ کشادہ دلی کے ساتھ خرچ کرتے تھے۔ کرونا وائرس کا شکار ہوئے اور 10 نومبر 2020ء کو انتقال ہوا۔ ☆ قاری محمد سعید رحمہ اللہ: دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد بلاک 12 چیچہ وطنی کے مدرس، طویل عرصے سے بچوں کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے، انتقال: 11 نومبر 2020ء ☆ مولانا اکرام الحق خیری رحمہ اللہ: جید عالم دین، جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل اور استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے قابلِ فخر تلامذہ میں تھے۔ ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم درس تھے۔ 26/اکتوبر 2020ء کو برطانیہ کے شہر برمنگھم میں انتقال کر گئے۔ ☆ شیخ الحدیث مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری رحمۃ اللہ علیہ: جامعہ رحیمیہ ملتان کے مہتمم، جید عالم دین، مقری ومجوّد اور صاحب تصنیف تھے۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری اور حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہم اللہ کے شاگرد رشید تھے۔ اُن کا سب سے بڑا کارنامہ ''خطبات حکیم الاسلام'' حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی جمع وتدوین ہے۔ 29/اکتوبر 2020ء کو مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ ☆ مولانا فیاض عادل رحمہ اللہ: ممتاز عالم دین، شاعر وادیب اور ماہنامہ نقیب ختم نبوت کے مستقل قاری تھے۔ ان کی نعتیں، نظمیں اور غزلیں نقیب ختم نبوت میں شائع ہوتی رہتی تھیں۔ 3/نومبر کو لندن میں انتقال کر گئے۔

☆ امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ کی نواسی، مولانا داؤد خان کی ہمشیرہ اور مولانا زاہد الراشدی کی بھانجی رحمہا اللہ انتقال: 25 نومبر 2020ء ☆ قاری رحیم بخش رحمہ اللہ: حضرت قاری عبدالقیوم رحمۃ اللہ (بانی جامعہ صدیقیہ گلشن راوی لاہور) کے چھوٹے بھائی اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے سابق استاذ۔ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے ہم درس تھے۔ انتقال: 20 نومبر 2020ء۔ لاہور

☆ جناب سعود ساحر رحمہ اللہ: حق گو اور جرأت مند صحافی۔ قدیم روایات کے امین اور ایک وضع دار انسان۔ انتقال: 3/نومبر 2020ء۔ اسلام آباد ☆ میجر (ر) محمد سعید اختر رحمۃ اللہ: ممتاز معالج، ماہر تعلیم اور شاعر تھے۔ جامعہ خیر المدارس کے ذیلی ادارہ ''خیر المعارف'' کے پرنسپل رہے۔ انتہائی صالح اور متقی انسان تھے۔ ابناء امیر شریعت خصوصاً حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری اور مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ سے بہت گہرا تعلق تھا۔ 10/نومبر 2020ء کو انتقال کر گئے۔

☆ مولانا عبدالقدوس برمی رحمہ اللہ: خالد بن ولید ٹرسٹ کے بانی اور خدمتِ انسانی کے جذبے سے سرشار تھے۔ روہنگیا برما کے مہاجرین کے لیے 40 سال خدمات انجام دیں۔ انتقال: 9/ستمبر 2020ء ☆ شیخ محمد اکرم رحمہ اللہ: مدرسہ معمورہ ملتان کے معاون شیخ محمد عمر کے والد ماجد، انتقال: 12/نومبر 2020ء ☆ ملک راشد محمود رحمہ اللہ: حضرت مولانا اسعد محمود مکی کے بھائی، ٹریفک کے ایک حادثے میں 15/نومبر 2020ء کو انتقال کر گئے۔ ☆ شیخ محمد اسلم رحمہ اللہ: مجلس احرار اسلام اوکاڑہ کے ناظم شیخ مظہر سعید کے والد ماجد اور شیخ حسین اختر لدھیانوی (ملتان) کے بھائی۔ انتقال: 17/نومبر 2020ء

☆ ملک نذر محبوب رحمہ اللہ: مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما جناب عبدالکریم قمر کے ماموں، انتقال: 7/نومبر 2020ء لاہور۔

☆ عبدالحمید رحمہ اللہ: برطانیہ میں ہمارے قدیم کرم فرما جناب محمد اشرف کے بھائی محمد ارشد کے داماد
☆ والدہ رحمہا اللہ جناب سراج الحق: جماعت اسلام پاکستان کے امیر سینیٹر سراج الحق کی والدہ ماجدہ۔ انتقال: 14رنومبر 2020ء
☆ اہلیہ حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری: حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی اہلیہ اور حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی بہو۔ انتقال: 25رنومبر 2020ء دیوبند، انڈیا ☆ نشتر میڈیکل کالج (یونیورسٹی) کے پرنسپل پروفیسر ڈاکٹر مشتاق احمد، (مشتاق لیبارٹری، ملتان) انتقال: 25رنومبر 2020ء ☆ اہلیہ مرحومہ جناب اسد اللہ خاکوانی: 4رنومبر 2020ء، رحیم یار خان ☆ مجلس احرار اسلام ضلع گجرات کے امیر حافظ ضیاء اللہ ہاشمی کی پھوپھی مرحومہ ☆ مدرسہ محمودیہ (ناگڑیاں، گجرات) کے معاون چودھری محمد خالد (خالد بیکرز کوٹلہ) کے چھوٹے بھائی محمد طارق مرحوم ☆ ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی رحمہ اللہ: اردو ڈائجسٹ کے مُدیر، ممتاز شاعر و ادیب اور صحافی، نصف صدی سے زائد عرصہ تک ادب کے ذریعے قوم کی خدمت کی، ڈائجسٹ کی دنیا میں معیاری اور تعمیری ادب کو پروان چڑھایا، انتقال: 2 نومبر 2020ء۔ لاہور ☆ چیچہ وطنی: پیر جی عبدالقادر رائے پوری (خانقاہ عزیزیہ 11/11 ایل) کے دادا ماسٹر حاجی محمد رفیق (چک نمبر 255۔ای بی بورے والا) 5راکتوبر، پیر کو انتقال کر گئے۔ ☆ چیچہ وطنی: ہمارے معاون محمد اختر (لاہور) کی والدہ ماجدہ 12 راکتوبر سوموار کو چیچہ وطنی میں کر گئیں ☆ چیچہ وطنی: ہمارے مہربان اور مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی کے نمازی چودھری عبدالستار (تھانیدار) 18ر اکتوبر اتوار کو انتقال کر گئے۔ ☆ دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی کے دیرینہ رفیق، بھائی محمد رمضان کی بیٹی، 9ر نومبر بروز سوموار، چیچہ وطنی میں انتقال کر گئیں۔ ☆ اسلام آباد میں ہمارے معاون مسعود اشفاق کے چچا اکرام الحق (چیچہ وطنی) 12 نومبر جمعرات کو انتقال کر گئے، ☆ دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی کے مدرس قاری محمد سعید 11 نومبر بدھ کو انتقال کر گئے ☆ چیچہ وطنی: سراجیہ دواخانہ چیچہ وطنی کے دیرینہ کارکن علی اکبر ہزاروی چک 42/12 ایل 30 اکتوبر جمعتہ المبارک کو انتقال کر گئے ☆ ساہیوال: جامعہ انوریہ مسجد نور ہائی سٹریٹ ساہیوال کے قاری بشیر احمد کے بڑے بھائی امیر الدین 8 نومبر کو 52 ڈبلیو بی وہاڑی میں انتقال کر گئے ☆ چیچہ وطنی: قاری الطاف الرحمان چشتی شاہد ٹاون کی والدہ ماجدہ 29 اکتوبر جمعرات کو انتقال کر گئیں۔ ☆ ساہیوال: حضرت مولانا اعزاز علی دیوبندی رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے قاری اعزاز النبی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اور قاری سعید ابن شہید ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے برادر نسبتی قاری محمد تنویر گزشتہ دنوں شارجہ میں انتقال کر گئے، ان کی نماز جنازہ اور تدفین اوکاڑہ میں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ تمام مسافرانِ آخرت کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین (قارئین سے درخواست ہے کہ دعاء مغفرت وایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں

دعاءِ صحت

☆ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، جناب سید محمد کفیل بخاری کی ہمشیرگان اور جناب سید وقار الحسن ہمدانی علیل ہیں ☆ مجلس احرار کے مرکزی نائب ناظم میاں محمد اویس کی والدہ علیل ہیں ☆ مجلس احرار کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن ڈاکٹر شاہد کشمیری علیل ہیں ☆ مجلس احرار کے قدیم کارکن رفیق امیر شریعت چودھری محمد اکرام صاحب علیل ہیں ☆ پاکستان کے سابق صدر رفیق امیر شریعت جناب محمد رفیق تارڑ صاحب علیل ہیں ☆ مجلس احرار ملتان کے کارکن عدنان ملک کے والد اور چچا علیل ہیں ☆ مجلس احرار ملتان کے کارکن عدنان معاویہ کی خالہ علیل ہیں۔

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ سب کو شفاءِ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

اشاریہ ''نقیب ختم نبوت'' (2020ء)

مرتب: محمد یوسف شاد

<u>دل کی بات (اداریہ)</u>

عنوانات	مضمون نگار	ماہ	صفحہ
حکومتی کارکردگی......حماقتوں کا تسلسل	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	2
بدترین اور ناکام ترین حکومت	//	فروری	2
شہداءِ ختم نبوت مارچ 1953ء	عبداللطیف خالد چیمہ	مارچ	2
کرونا وائرس، احتیاطی تدابیر اور معطل ایجنڈے کی تکمیل	سید محمد کفیل بخاری	اپریل	2
کرونا وبا......اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کیجیے	//	مئی	2
کرونا لاک ڈاؤن، پابندیوں کی پامالی اور نشانہ مذہب	//	جون	2
حکمران! آئین اور حلف کی پاسداری کریں	//	جولائی	2
پنجاب اسمبلی میں ''تحفظ بنیادِ اسلام بل'' کی منظوری	//	اگست	2
پر تشدد واقعات، فرقہ وارانہ کشیدگی اور امن وامان	//	ستمبر	2
کرونا کی واپسی اور سیاسی و مذہبی ماحول میں گرما گرمی	//	اکتوبر	2
خان صاحب گھبرانا نہیں	//	نومبر	2
موجودہ حکومت اور پی ڈی ایم کی تحریک	//	دسمبر	2
<u>شذرات:</u>			
ماضی کی ایک اور دیوار گر گئی: مولانا مجاہد الحسینی کا انتقال	سید محمد کفیل بخاری	جنوری	4
مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس اور فیصلے	عبداللطیف خالد چیمہ	فروری	4
تحریک ختم نبوت کی بین الاقوامی صورتحال اور جناب طٰہٰ قریشی کی گفتگو!	//	اپریل	4
رمضان المبارک میں تعاون کا ہاتھ بڑھائیے!	//	مئی	4
اقلیتی کمیشن اور قادیانی نمائندگی	//	جون	6
تحریک ختم نبوت کی تازہ ترین کامیابی!	//	جولائی	4
ماتحت مجالس احرار اسلام متوجہ ہوں!	//	اگست	3
تحفظ بنیاد اسلام بل اور اہل سنت مکاتب فکر کی اے پی سی کا مشترکہ اعلامیہ	//	اکتوبر	4

تحفظ بنیادِ اسلام بل اور حکومتی ذمہ داریاں!	//	دسمبر	4
سرکلر			
مرکزی سرکلر بنام ماتحت مجالس 2020/2	عبداللطیف خالد چیمہ	فروری	4
مرکزی سرکلر بنام ماتحت مجالس 2020/3	عبداللطیف خالد چیمہ	اکتوبر	11
مرکزی سرکلر بنام ماتحت مجالس 2020/4	عبداللطیف خالد چیمہ	اکتوبر	12
افکار:			
مکافاتِ عمل	عظمیٰ گل	جنوری	21
اقتدار کا غرور	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	24
مفلسی	جمشید حامد ملتانی	//	27
فلم میں صرف مذہبی حلقہ ہی ٹارگٹ کیوں؟	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	فروری	29
ڈاکٹر لال خان کی کلمہ طیبہ اور انقلاب زندہ باد کے نعروں میں رخصتی	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	مارچ	31
ایک افسانہ ایک حقیقت	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	33
دورِ جدید کی غلامی	منصور اصغر راجہ	//	35
ہماری حکمتِ عملی دنیا کو حیران کر دے گی!	مولانا محمد شفیع چترالی	اپریل	20
میرا قصور کیا ہے؟	حامد میر	//	23
کرونا وائرس اور شرعی نقطۂ نظر	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	//	26
کرونا: عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے	سجاد ضیغم	//	32
لاچار قوم	سید شہاب الدین شاہ	//	35
نوآبادیاتی ماحول میں مُلّا اور مسٹر کا کردار	مولانا زاہد الراشدی	جون	16
جماعت احمدیہ اور شدت پسندی	منصور اصغر راجہ	//	19
قادیانیت کی ایک اور شکست، غیور ارکان پنجاب اسمبلی کو سلام	عرفان احمد عمرانی	//	27
مسئلہ کورونا ہے یا مسجد کے تہذیبی و معاشرتی کردار پر حملہ؟	مولانا عبید الرحمٰن شاہجہان پوری	//	30
قادیانی مسئلہ فیڈرل شریعت کورٹ میں......	سجاد ضیغم (ایڈووکیٹ)	//	38
’قومی اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کی نمائندگی کا معاملہ‘	مولانا زاہد الراشدی	جولائی	8
قادیانیوں کے حق میں امریکی کمیشن پھر متحرک	عرفان احمد عمرانی	//	10
مذہبی آزادی، امریکی تھپکی اور نئے مطالبات	عمر فاروق	//	12
مجاہدین کے مزارات پر حاضری	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	//	15
ایا صوفیا جامع......یادیں اور باتیں	ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر	اگست	4
بھٹو صاحب اور قادیانیت	حفیظ اللہ خان نیازی	//	9
خواجہ آصف اور مسلم لیگ کی مسلم کش تاریخ	محمد اسامہ قاسم	//	11

قربانی......یا...... مالی امداد	مفتی محمد شعیب	//	13
کیا اسرائیل کو تسلیم کر لینا چاہیے؟	مولانا زاہد الراشدی	ستمبر	32
پشاور میں ہونے والے واقعات......اسباب و محرکات	منصور اصغر راجہ	//	37
''یومِ ختم نبوت'' کی غیر معمولی پذیرائی	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	اکتوبر	15
فیٹف قانون سازی......سخن میں پھول ہیں اور سانپ آستیں میں ہیں	پروفیسر عبدالواحد سجاد	//	17
موٹر وے واقعہ، این جی اوز اور میڈیا کا کردار	وحید مراد	//	20
سندھ کا ہیرو کون؟ محمد بن قاسم یا راجا داہر؟	شاہنواز فاروقی	//	34
ڈاکٹر عاطف میاں قادیانی کے لیکچر کی منسوخی	ڈاکٹر عمر فاروق احرار	نومبر	5
جنرل راوت کا سیکولر پاکستان	ڈاکٹر فرحان کامرانی	دسمبر	6
دین و دانش:			
نور العیون فی سیرۃ الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم قسط ۳ (مترجم: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر)	علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ	جنوری	6
فرشتوں پر ایمان......تقاضے و کوتاہیاں	مولانا مفتی محمد عبداللہ شارق	//	11
اولاد کی تربیت	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ	//	18
نور العیون فی سیرۃ الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم قسط ۴ (مترجم: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر)	علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ	فروری	6
مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ......احادیث کی روشنی میں	مولانا محمد یوسف شیخوپوری	//	14
عقیقہ......فضائل و مسائل	مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی	//	17
علمائے حق نے وراثت نبوت کا حق کس طرح ادا کیا؟	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	//	21
ملفوظات حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمہ اللہ	عامر خاکوانی	//	26
''سورۃ البینۃ''......اصحاب تشکیک کے لیے نسخۂ شفا	مولانا مفتی محمد عبداللہ شارق	مارچ	5
نور العیون فی سیرۃ الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم قسط ۵ (مترجم: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر)	علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ	//	16
بقول سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح اللہ کا فیصلہ تھا	شاہ بلیغ الدین رحمہ اللہ	//	20
خلافتِ راشدہ کے دو آفتاب صفت ستارے	بنتِ حافظ محمد طارق	//	22
تین باتیں (اصلاح معاشرہ کی طرف ایک قدم)	ادارہ	//	24
ماہِ رجب اور واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	ڈاکٹر مفتی محمد نجیب قاسمی سنبھلی	//	25
نور العیون فی سیرۃ الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم قسط ۶ (مترجم: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر)	علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ	اپریل	10

روزے کی فضیلت (افادات حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)	حافظ شمس الدین	//	15
کراماتِ صحابہ کے ایک واقعہ سے حیات مسیح علیہ السلام پر استدلال انتخاب: قائد احرار امام سید ابومعاویہ ابوذر بخاری قدس سرہ	افادہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ	//	18
نور العیون فی سیرۃ الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم قسط 7 (مترجم: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر)	علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ	مئی	6
روزہ کے مسائل	مولانا سید اصغر حسین حسنی رحمہ اللہ	//	12
نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ	مولانا اعجاز صمدانی	//	25
مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم	علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	//	27
جنسی ہوس پرستی کی عالمی تحریک	مولانا محمد عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ	//	36
گناہوں سے توبہ کیجیے!	مولانا عبدالواحد	//	45
نور العیون فی سیرۃ الامین المامون صلی اللہ علیہ وسلم (آخری قسط) مترجم: ڈاکٹر ضیاء الحق قمر	علامہ ابن سید الناس رحمہ اللہ	جون	8
سیدتنا اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	علامہ محمد عبداللہ رحمہ اللہ (احمد پوری)	//	14
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا زہد وانفاق	مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ	جولائی	17
صحابہ کرام کا مقام ومرتبہ	مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ	//	19
تقسیم میراث اور اصلاح رسوم	مفتی ابورفیدہ عارف محمود	//	22
قربانی..... حکمت اور مسائل واحکام	ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ	//	28
پیری مریدی کا مقصد..... حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے تین واقعات	وقائع احمدی سے انتخاب	//	36
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض بشری تقاضے اور خصائل	مولانا محمد الیاس	اگست	14
حضرات عشرہ مُبشرہ رضی اللہ عنہم	حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	//	20
زبان کی آفتیں	مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	//	23
تزکیہ نفس، اہمیت وضرورت	حافظ محمد ابوبکر	//	26
حج اور اس کی برکات	مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ	//	28
قربانی کے مسائل	مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد رحمہ اللہ	//	33
امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	محمد عرفان الحق	ستمبر	4
سانحہ کربلا..... پس منظر اور پیش منظر	علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمہ اللہ	//	8
محرم الحرام میں شادی بیاہ کرنے کا حکم	مفتی محمد راشد مدظلہ	//	23
قارئین کو ایک دعوت	ڈاکٹر محمد آصف	//	29
سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ	حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	اکتوبر	37
صفر کا مہینہ	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	39

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ایک مختصر جھلک	مولانا محمد نجیب قاسمی	نومبر	8
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درگزر	مولانا الطاف حسین	//	10
نبی السیف صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری	مولانا محمد الطاف معاویہ	//	12
سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	//	13
اسلامی تاریخ میں صحابہ کرام کا مقام	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی	//	16
صحابہ کرام پر جرح وتنقید کی حیثیت	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	دسمبر	8
کیا سیدنا معاویہؓ نے مالِ غنیمت میں سونا چاندی میں خیانت کی؟	محمد فہد حارث	//	12
مطالعۂ قادیانیت وردِّ قادیانیت:			
چندے کا پھندا	منصور اصغر راجہ	مئی	61
شعائر اسلام اور قادیانی......دنگ ہوں فریب کاری کے انبار دیکھ کر	پروفیسر عبدالواحد سجاد	جولائی	53
مرزا قادیانی جھوٹا تھا......	مولانا منظور احمد آفاقی	//	56
فرقہ فرقہ کھیلنے کا قادیانی ڈرامہ	خالد محمود	اگست	56
شیخ محیی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اور عقیدہ ختم نبوت	حافظ عبیداللہ	ستمبر	47
مرزا قادیانی کے اخلاق	خالد محمود	اکتوبر	43
مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر دس عقلی دلائل	مفتی تنویر الحسن احرار	//	44
مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا نظریۂ حدیث	مولانا عبیداللہ لطیف	نومبر	27
مولانا محمد قاسم نانوتوی پر ختم نبوت کے منکر ہونے کا الزام اور اس کی حقیقت	حافظ عبیداللہ	دسمبر	17
انگریز کا پشتینی وفادار	راجا رشید محمود	//	23
نقد ونظر:			
قادیانی اور غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق	مولانا محمد اسحٰق الہندی	جون	43
ڈاکٹر صفدر محمود، تاریخی حقائق اور مجلس احرار	محمد قاسم چیمہ	جولائی	59
رپورٹ			
آسیہ مسیح کا فرانس میں بیٹھ کر توہین رسالت قانون کے خلاف مہم چلانے کا اعلان	خبر ''روزنامہ خبریں''	اپریل	9
ادب:			
مخمس برغزل قدسی درنعت سرورِ کائنات	حکیم مومن خان مومن	جنوری	28
خواہش مدینہ	محمد فیاض عادل فاروقی	//	29
رُوداد	سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	//	30
پرچمِ احرار	ابوسفیان تائب	//	31
حامد سراج کی ''میا''	حبیب الرحمٰن بٹالوی	//	32
یادِ مکہ	مولانا سید بدر علی میرٹھی رحمہ اللہ	فروری	32

نعت	مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	״	33
طیبہ بھی معطّر ہے	محمد فیاض عادلؔ فاروقی	״	34
ابوالکلام	مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ	״	35
یہ مشکل ہے	سید امین گیلانی رحمہ اللہ	״	36
حمد	صوفی غلام مصطفےٰ تبسم مرحوم	مارچ	38
نعت	محمد فیاض عادلؔ فاروقی	״	38
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	ماہر القادری	״	39
طالوت گرامی	مولانا منظور احمد آفاقی	״	40
گلہائے عقیدت بحضور امیرِ شریعت رحمہ اللہ	قاری محمد اکرام	״	41
حمد	علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ	اپریل	43
نعت	مولانا منظور احمد آفاقی	״	44
سلامِ عقیدت بحضور گنجینۂ افکار چوہدری افضل حق مرحوم	قاری محمد اکرام	״	45
بادل، بارش اور ہوا	حبیب الرحمٰن بٹالوی	״	46
حمد	سعود عثمانی	مئی	48
نعت	حفیظ تائب مرحوم	״	49
نعتیہ غزل	یوسف طاہر قریشی	״	50
مناجات	حبیب الرحمٰن بٹالوی	״	51
والعصر	سعود عثمانی	جون	48
کرونا اِک بہانہ ہے	ابوسفیان تائب	״	49
نعت	حبیب الرحمٰن بٹالوی	جولائی	43
رہتا ہوں مدینے میں	محمد فیاض عادلؔ فاروقی	اگست	48
شرابی رہبر	علامہ عبدالرشید نسیم طالوتؒ	״	49
غزل	حبیب الرحمٰن بٹالوی	״	49
کالج کے اثرات	مولانا سید محمد عبدالرب صوفیؒ	״	50
صفیہ بی بی کو بنادے اے خدا جنت مکیں	پروفیسر میاں محمد افضل	״	51
سلامِ عقیدت	قاری محمد اکرام	ستمبر	45
زندگی	قاری محمد اکرام	״	45
قوم وطن	سید عبدالرب صوفی علیہ الرحمہ	״	46
نعت	حافظ لدھیانوی مرحوم	اکتوبر	41
نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	محمد عبدالحمید صدیقی نظرؔ لکھنوی	نومبر	19

سلام دربارگاہِ خیرالانام علیہ الصلاۃ والسلام	ماہرالقادری مرحوم	//	20
نعت (بحضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم)	حافظ لدھیانوی مرحوم	//	21
صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ	علامہ عبدالرشید نسیم طالوتؒ	//	22
حمد باری تعالیٰ	مولانا ظفر علی خانؒ	دسمبر	16
نعت دربارگاہ رسالت پناہ علیہ الصلاۃ والسلام	محمد فیاض عادل فاروقیؒ	//	16
حالاتِ حاضرہ:			
جنید حفیظ کیس......کچھ حقائق	تحریر و تحقیق: ملتان ڈکلاسوسائٹی	جنوری	35
رودادشعبہ تبلیغ			
اخوت اسلامی کی ایک عمدہ مثال	مفتی تنویرالحسن احرار	نومبر	57
اجتماع برائے نومسلمین ۲۰۲۰ء	مولانا تنویرالحسن احرار	دسمبر	43
شخصیت:			
مفکرِ اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ (قسط۱)	سید محمد کفیل بخاری	جون	3
مفکرِ اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ (قسط۲)	سید محمد کفیل بخاری	جولائی	51
مفکرِ اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمۃ اللہ علیہ (تیسری و آخری قسط)	سید محمد کفیل بخاری	اگست	37
امیر شریعت کا ذوق پان خوری	نوراللہ فارانی	ستمبر	39
مکرم مولوی عطاء اللہ احراری رحمہ اللہ	نوراللہ فارانی	نومبر	23
حکیم اجمل خان کی فراست	مولانا منظور احمد آفاقی	//	25
انٹرویو			
مفتی محمد نعیم رحمہ اللہ سے ایک یادگار انٹرویو	سید عدنان کریمی	اگست	52
آپ بیتی			
میرا افسانہ (قسط۱۶)	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	جنوری	48
میرا افسانہ (قسط۱۷)	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	فروری	51
میرا افسانہ (قسط۱۸)	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	مارچ	53
میرا افسانہ (آخری قسط)	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	اپریل	47
تاریخ احرار			
احرار اور تحریک مسجد منزل گاہ۔ سکھر (قسط۱)	اثرِ خامہ: سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	جنوری	43
۱۹۷۰ء میں صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خان رحمہ اللہ کو استقبالیہ	عبدالکریم قمر	فروری	37
احرار اور تحریک مسجد منزل گاہ۔ سکھر (دوسری و آخری قسط)	سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ	//	39
جانشین امیر شریعت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ کا گمٹی بازار لاہور میں درسِ قرآن	عبدالکریم قمر	مارچ	42

روداد فسادات فرخ نگر (جولائی ۱۹۴۴ء)	ماسٹر تاج الدین انصاریؒ	؍؍	46
روداد فسادات فرخ نگر (جولائی ۱۹۴۴ء) (آخری قسط)	ماسٹر تاج الدین انصاریؒ	اپریل	51
تاریخِ احرار (پہلی قسط) مقدمہ: مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	مئی	52
تاریخِ احرار (دوسری قسط) مقدمہ: مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمہ اللہ	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	جون	50
تاریخِ احرار (تیسری قسط)، پیش لفظ: ماسٹر تاج الدین انصاری رحمہ اللہ	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	جولائی	44
تاریخِ احرار (چوتھی قسط)، اشارات: مولانا عبیداللہ احرار رحمہ اللہ	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	اگست	57
تاریخِ احرار (پانچویں قسط)	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	ستمبر	54
تاریخِ احرار (چھٹی قسط)	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	اکتوبر	51
تاریخِ احرار (ساتویں قسط)	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	نومبر	46
تاریخِ احرار (آٹھویں قسط)	چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ	دسمبر	35

گوشہ امیر شریعتؒ:

واقعات امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ضمن میں......ایک فی البدیہہ شعر اور مولانا منظور مینگل کی روایت کی تصحیح	سید کفیل بخاری	مارچ	39
سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے آٹوگراف	نور اللہ فارانی	اگست	41
بطلِ حریت، امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مولانا محمد وسیم اسلم	؍؍	45

یادِ رفتگاں:

حافظ مولوی محمد طارق چوہان رحمہ اللہ	سید کفیل بخاری	ستمبر	62
روشن چہرے، اجلے لوگ، ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی	سید عزیز الرحمٰن	دسمبر	29
حضرت پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری کا سانحۂ ارتحال!	حکیم حافظ محمد قاسم	؍؍	33

حسنِ انتقاد (تبصرۂ کتب):

جنوری:	نام کتاب: انوارِ انوری (سوانح و ملفوظات حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ) مؤلف: حضرت مولانا محمد انوریؒ		ص55
مارچ:	ذکراللہ کے حلقے جنت کے باغات	تالیف مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی	ص:59
اپریل:	صحابہ کرام کے بارے گمراہ کن نظریات اور ان کی حقیقت	تالیف: عبدالمنان معاویہ	ص:58
ستمبر:	نام کتاب: نحوی لطائف	تالیف: مفتی محمد سلیم آلف	ص:61
دسمبر:	نام: ضعیف احادیث کی شرعی حیثیت	تالیف: مولانا محمد عبدالحمید تونسوی	ص:41
؍؍	نام: منتخب ارشادات علی رضی اللہ عنہ	تالیف: مولانا محمد عبدالحمید تونسوی	ص:**41**
؍؍	نام: دعوت الی الحق	تالیف: عبدالمنان معاویہ	ص:42

ترحیم (مسافرانِ آخرت):

جنوری: حکیم محمد عبداللہ مرحوم (جہانیاں) کے پوتے اور حکیم عبدالحمید مرحوم کے فرزند حکیم محمد فاروق انتقال: 13 نومبر، مجلس

احرار اسلام سندھ کے امیر مفتی عطاء الرحمٰن قریشی کے چھوٹے بھائی سفیان عمر قریشی انتقال 14 دسمبر

فروری: حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی رحمۃ اللہ علیہ انتقال 30 دسمبر 2019ء، مدرس حرم مکہ حضرت مولانا محمد مکی حجازی دامت برکاتہم کی ہمشیر انتقال مکہ مکرمہ 22/جنوری

مارچ: دارالعلوم ختم نبوت چیچاوطنی کے سابق طالب علم و استاد، قاری محمد سلیم انتقال 30 جنوری، مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے استاد مولانا محمود الحسن کے ماموں انتقال 3 فروری

اپریل: ممتاز صحافی جناب سیف اللہ خالد (راولپنڈی) کی خوشدامن انتقال 26 فروری، حافظ محمد شریف مچھن آبادی، انتقال 2/اپریل

مئی: حافظ مسعود ڈوگر کے والد گرامی چودھری عبدالرزاق انتقال 11/اپریل، خانپور کے قدیم احرار کارکن مرزا عبدالقیوم بیگ کے برادر نسبتی سعید انور انتقال 20/اپریل

جون: نبیرہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ ثالث بخاری کی خوش دامن صاحبہ انتقال 12/مئی، مجلس احرار اسلام حلقہ 17 کسی ملتان کے امیر ڈاکٹر عبدالغفور کے والد پیر بخش انتقال 18/مئی

جولائی: مولانا سید اسعد شاہ ہمدانی کے بھائی سید حسین احمد شاہ ہمدانی رحمہ اللہ انتقال: 29 مئی، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے خلیفہ حافظ صغیر احمد رحمہ اللہ انتقال: 8 جون

اگست: حضرت مولانا منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ، استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان۔ انتقال 3: جولائی، مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محمد یعقوب خواجکر ئی انتقال: 9 جولائی

ستمبر: حضرت مولانا محمد یٰسین مرحوم کے داماد عبدالشکور کے بھتیجے عبدالسلام رحمہ اللہ انتقال اگست 2020ء، مسجد احرار چناب نگر کے پہلے امام وخطیب قاری محمد ارشد علی انتقال: 18 اگست

اکتوبر: بھائی محمد طارق (شورکوٹ) کے بڑے بھائی شفیق الرحمٰن۔ انتقال: 5/اگست 2020ء، عظیم مفکر اور مایہ ناز سیرت نگار ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی رحمہ اللہ۔ انتقال: 16/ستمبر

نومبر: مجلس احرار اسلام لاہور کے کارکن عامر اعوان کے والد محترم۔ انتقال: 5/اکتوبر، مدرسہ معمورہ ملتان کے کارکن حافظ شفیق الرحمٰن کے پھوپھوزاد بھائی۔ انتقال: یکم اکتوبر

دسمبر: پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ: حضرت پیر جی عبداللطیف رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کے چھوٹے فرزند خانقاہ عزیزیہ، چک 11 چیچہ وطنی کے مسند نشین تھے۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے شاگرد تھے۔ انتقال: 7 نومبر 2020ء

// مولانا اکرام الحق خیری رحمہ اللہ: جید عالم دین، جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل اور استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے قابلِ فخر تلامذہ میں تھے۔ ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم درس تھے۔ 26/اکتوبر کو برطانیہ کے شہر برمنگھم میں انتقال کر گئے۔

// ☆ شیخ الحدیث مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری رحمۃ اللہ علیہ: جامعہ رحیمیہ ملتان کے مہتمم، جید عالم دین، مقری ومجوّد اور صاحب تصنیف تھے۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھری اور حضرت قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہم اللہ کے شاگرد رشید تھے۔ اُن کا سب سے بڑا کارنامہ ''خطبات حکیم الاسلام'' حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی جمع وتدوین ہے۔ انتقال: 29/اکتوبر 2020ء

سکول و کالجز و دینی مدارس کے طلباء و طالبات نیز تمام خواتین و حضرات کیلئے

زیر سرپرستی

ابن امیر شریعت

پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری

فہم ختم نبوت

خط کتابت کورس

مفت

داخلہ جاری ہے

خط بھیجیں یا SMS کریں

خط و کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے عقیدہ ختم نبوت سے مکمل آگاہی اور منکرین ختم نبوت کے عقائد و نظریات سے واقفیت حاصل کریں۔ داخلہ کیلئے سادہ کاغذ پر اپنا نام، ولدیت، تعلیم و پیشہ، فون نمبر اور ڈاک کا مکمل پتہ لکھ کر ارسال کریں۔ کورس مکمل کرنے پر ایک خوبصورت سند دی جائے گی۔ (ان شاء اللہ)

رابطہ نمبرز

0300-5780390
0300-4716780
0301-5935658

دفتر مجلس احرار اسلام

جامع مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ محلہ صدیق اکبرؓ تلہ گنگ (غرب) چکوال

سگھر پرنٹنگ پریس تلہ گنگ 0306-5258871 0543-695121

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین مرحوم معلم اسلامیات، فیصل آباد

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores
24 گھنٹے سروس
اصلی اور معیاری ادویات کے مراکز
Head Office: Canal View, Lahore
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ!
فیصل آباد میں 13 برانچز کے بعد اب 11 شہروں جڑانوالہ، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ، سانگلہ ہل، چک جھمرہ، چنیوٹ، جھنگ، گوجرہ، سمندری، تاندلیانوالہ
آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے سروس